عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۱ | ۲۷؍شوال ۳؍ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍ستمبر ۲۰۱۲ء | شمارہ:۳۵

سانحہ ربوہ کی رپورٹ شائع کیوں نہیں ہوتی؟

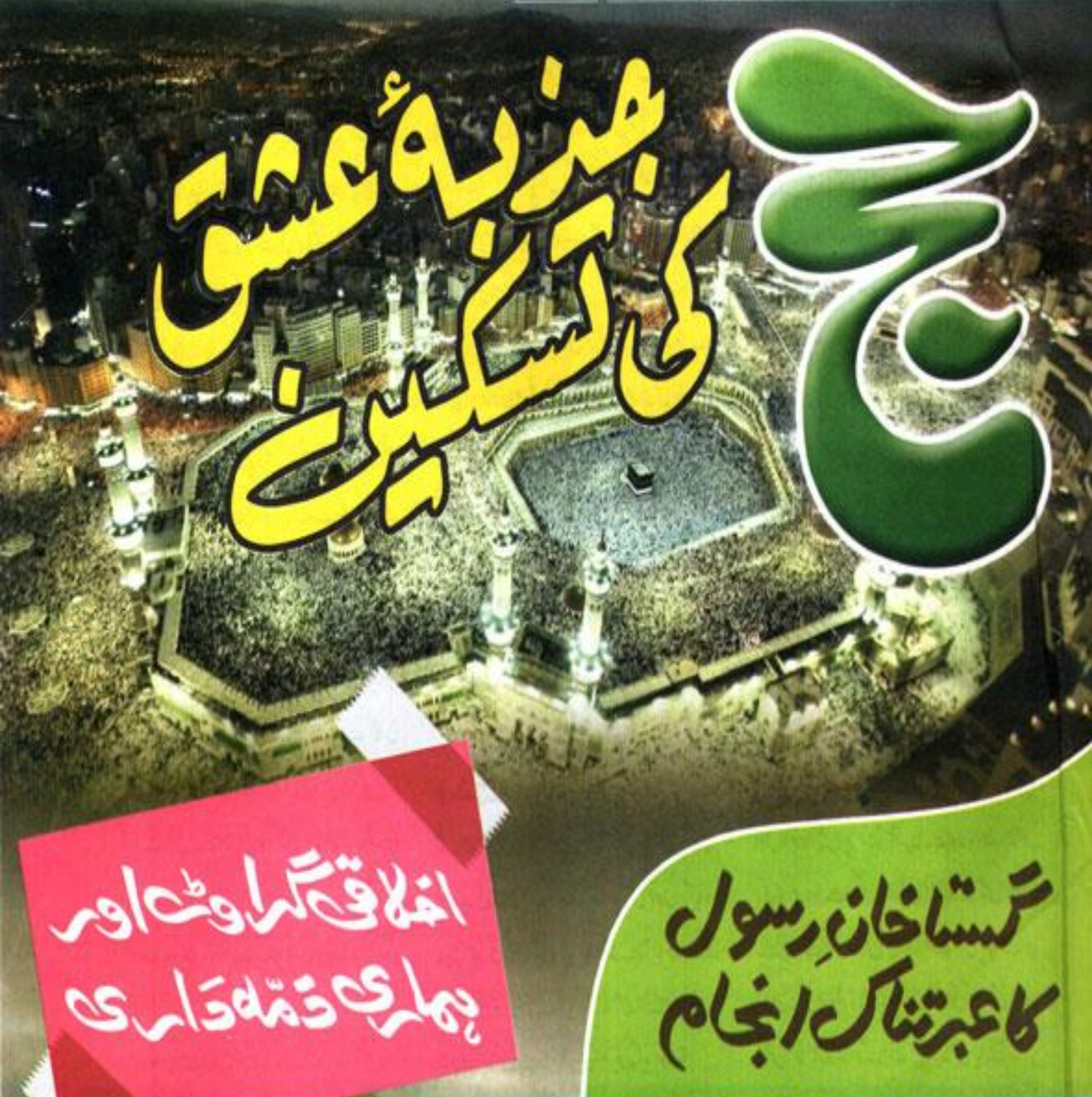

حج جذبۂ عشق کی تسکین

گستاخانِ رسول کا عبرتناک انجام

اخلاقی گراوٹ اور ہماری ذمہ داری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

حالتِ حمل میں طلاق

صدف، کراچی

س:...... میرا نام صدف ہے۔ تقریباً دو سال پہلے میرا نکاح ہوا۔ میں سات ماہ کے حمل سے تھی کہ میرے شوہر نے اپنی والدہ کی باتوں میں آ کر مجھے تین طلاق دے دیں۔ اب وہ رجوع کرنا چاہتے ہیں۔ میں بہت پریشان ہوں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں۔

ج:...... حالتِ حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، لہٰذا صورت مسؤلہ میں اگر واقعتاً سائلہ کا بیان درست ہے تو اس پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اور یہ اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، شوہر کا بغیر حلالہ شرعیہ کے ان سے رجوع کرنا جائز نہیں، حلالہ شرعیہ کی صورت یہ ہے کہ بیوی عدت گزارنے (یعنی بچہ کی پیدائش) کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ وظیفۂ زوجیت بھی پورا کرے، اس کے بعد اگر وہ شخص کسی وجہ سے اسے طلاق دے دے یا اس کا انتقال ہوجائے تو یہ عورت عدت گزارنے کے بعد سابقہ شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے اور شوہر نئے مہر کے ساتھ دوبارہ ان سے نکاح کرسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

فارمی مرغی کا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

ام سیدہ خدیجہ، کراچی

س:...... میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ فارمی مرغی کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ سننے میں آیا ہے کہ فارمی مرغیوں کی خوراک میں سور کی چربی شامل کی جاتی ہے اور اگر اس مرغی کے فارمی چوزوں کو ہم خود پالیں اور گھر کا دانہ کھلائیں تو کیا وہ بھی حرمت کے زمرے میں آئے گی اور اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے؟

ج:...... فارمی مرغی کا کھانا جائز ہے لیکن وہ فارمی مرغی جس کو سور کی چربی ملی غذا دی جاتی ہو، اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر اس کو تین دن تک بند کرکے حلال غذا دی جائے، اس کے بعد ذبح کیا جائے تو یہ کراہت باقی نہ رہے گی اور اس کا کھانا جائز ہوگا۔

بینک کے سودی منافع کا استعمال

س:...... بینک میں جو پیسے جمع کروائے جاتے ہیں ان پر جو منافع ملتا ہے جو کہ حرام ہے، میں ان پیسوں کو استعمال کرنا نہیں چاہتی اور بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کرنا چاہتی ہوں، کیا وہ پیسہ مسجد کی تعمیر میں دیا جاسکتا ہے؟ یا وہ مانگنے والے فقیروں کو دے دیا جائے؟ برائے مہربانی یہ بتادیں کہ اس پیسے کا بہترین مصرف کیا ہوگا؟

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ج:...... سودی اکاؤنٹ میں رقم رکھوانا اور اس پر منافع کے نام سے سود وصول کرنا حرام ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھی جائے۔ اسی طرح سود کی رقم کو تعمیر مسجد یا دوسرے خیر کے کاموں میں لگانا بھی جائز نہیں، بلکہ کسی مستحق زکوٰۃ کو بغیر ثواب کی نیت کے دے دی جائے اور عنداللہ بری الذمہ ہونے کی نیت کی جائے اور ساتھ ساتھ توبہ واستغفار بھی کیا جائے۔

رمضان میں نمازِ مغرب تاخیر سے پڑھنا

س:...... کیا رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کا وقفہ بیس منٹ تک کا دینا جائز ہے؟ مغرب کی اذان ہونے کے بعد کھانے پینے کے لئے تاخیر کرنا جائز ہے یا مکروہ؟ جبکہ علامہ طحاویؒ نے کہا ہے کہ مغرب کی نماز میں اذان ہوجانے کے بعد دو رکعت نماز کی مقدار برابر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

ج:...... مغرب کی نماز عام حالت میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ مگر رمضان المبارک میں افطار کے باعث اور لوگوں کی جماعت میں شرکت کی رعایت کی خاطر نماز میں کچھ تاخیر کی گنجائش ہے، لیکن اتنا تاخیر نہ ہو کہ وقت مستحب نکل جائے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۱ — ۲۷ر شوال تا ۳ر ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۲ء — شمارہ: ۳۵

اس شمارے میں

نئے جذبے سے عقیدہ ختم نبوت پاسبانی کا عہد	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج.... جذبۂ عشق کی تسکین	۷	مولانا مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
اخلاقی بگاڑ اور ہماری ذمہ داری	۱۱	مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
اسلامی اذکار ودعائیں....(۲)	۱۳	مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی
۷ر ستمبر..ایک عظیم تاریخ ساز دن (۲)	۱۵	مولانا مفتی خالد محمود
سانحہ ربوہ کی رپورٹ شائع کیوں نہیں ہوتی؟	۱۸	محمد متین خالد
ایک وضاحت	۲۳	عمار یاسر
۷ر ستمبر.... یوم تحفظ ختم نبوت	۲۵	مولانا محمد علی صدیقی
مجلس کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس....	۲۷	ادارہ

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

ریا اور دِکھلاوے کی مذمت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جو شخص دکھاوا کرے، اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کا دکھاوا کرے گا، اور جو شخص سنائی کرے، اللہ تعالیٰ اس کی سنائی کرے گا۔ نیز اسی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ: جو شخص لوگوں پر رحم نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۶۱)

یعنی جو شخص لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے کوئی عمل کرتا ہے، قیامت کے دن اس کے دل کے اس کھوٹ کو سب کے سامنے ظاہر کردیا جائے گا، اور بجائے اس کے کہ اس کا نیک عمل اس کے لئے رحمت ورضوان کا ذریعہ بنتا، اُلٹا اس کی ذلت ورُسوائی اور فضیحت کا سبب بن جائے گا، کیونکہ کسی عمل کی قبولیت کے لئے اِخلاص شرط ہے، یعنی محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے نیک عمل کیا جائے، نہ مخلوق کی داد وتحسین پر نظر ہو، نہ دُنیوی عزّت و وجاہت مطلوب ہو، نہ شہرت سے غرض ہو۔

”اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ“

(الانعام:۱۶۲،۱۶۳)

اس حدیثِ پاک سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اعمال کا ایک تو ظاہری ڈھانچہ ہے، اور ایک ان کی رُوح ہے، کسی عمل کی مقبولیت کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کا ظاہری ڈھانچہ بھی دُرست ہو، اور اس میں رُوح بھی موجود ہو، اگر عمل کا ظاہری ڈھانچہ غلط ہے تب بھی وہ عمل مردُود ہے، اور اگر ظاہری ڈھانچہ تو دُرست ہے لیکن اس میں رُوح نہیں، تب بھی وہ مردُود اور مردار ہے۔

ظاہری ڈھانچے کے صحیح ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمودہ طریقے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو، اور رُوح سے مراد یہ ہے کہ وہ عمل محض رضائے اِلٰہی کے لئے کیا جائے، مخلوق کو دکھانے، سنانے کے لئے نہ کیا جائے، پس جو عمل سنتِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات) کے خلاف ہو، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی بھی کوئی قیمت نہیں، خواہ کرنے والے نے کتنے ہی اِخلاص سے کیا ہو۔ اور جس عمل سے مقصود رضائے اِلٰہی نہ ہو وہ بھی نہ صرف یہ کہ بے قیمت ہے، بلکہ جس طرح رُوح نکل جانے کے بعد جسم گلنا سڑنا شروع ہوجاتا ہے، اسی طرح ایسے اعمال جن کا مطمحِ نظر مخلوق کی خوشنودی تھا، قیامت کے دن متعفن ہوجائیں گے اور ریاکاری کی بدبو سے خود عمل کرنے والے کا دماغ بھی پھٹا جائے گا، وہ اس تعفن کو چھپانے پر قادر نہ ہوگا، بلکہ تمام اہلِ محشر کو اس کی نیت کی گندگی معلوم ہوجائے گی، نعوذ باللہ!

دُوسری بات اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوئی کہ قیامت کے دن اعمال کی جزا وسزا ان کے مناسب ہوگی، جو شخص اپنے عمل سے محض مخلوق کو راضی کرنا چاہتا تھا، اس کو یہ سزا ملے گی کہ اس کا وہی عمل مخلوق کے تنفر کا ذریعہ بنے گا، جو شخص عمل سے شہرت و عزّت کا طالب تھا اس کو یہ سزا ملے گی کہ یہی عمل اس کی ذلت وتشہیر کا سبب بن جائے گا۔

یہ تو آخرت کی سزا ہے، اس کا کچھ نمونہ دُنیا میں بھی دکھا دیا جاتا ہے، چنانچہ جو شخص محض رضائے مولیٰ کا طالب ہو، خواہ وہ اپنی حالت کو کتنا ہی چھپائے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کی عزّت ووجاہت قلوب میں راسخ فرمادیتے ہیں، اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے بنا سنوار کر عمل کرتا ہے تاکہ لوگوں کی نظر میں معزز ہوجائے اور لوگ اس کو بزرگ اور خدارسیدہ سمجھ کر اس کی تعظیم کیا کریں، خواہ وہ اپنی ریاکاری کو کتنا ہی چھپائے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ اس کی مکاری وریاکاری کو ظاہر فرمادیتے ہیں، اور عام مخلوق اس سے نفرت کرنے لگتی ہے، اور اس کی ریاکاری کا عام شہرہ ہوجاتا ہے، اس لئے حدیثِ پاک کے مضمون کو اگر دُنیا وآخرت دونوں کے لئے عام قرار دیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، گویا ریاکاری کی اصل ذلت وتشہیر تو آخرت میں ہوگی، مگر کچھ نمونہ دُنیا میں بھی دکھا دیا جاتا ہے۔

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مخلوق کی خاطر کوئی عمل کرنا نفس کی سب سے بڑی حماقت ہے، کیونکہ ایسے عمل پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی تو اس لئے مرتب نہیں ہوتی کہ اس نے رضائے اِلٰہی کا قصد ہی نہیں کیا، بلکہ مخلوق کی رضامندی کا قصد کیا، اور مخلوق کی رضامندی اس لئے مرتب نہیں ہوتی کہ اس کی ریاکاری ومکاری کا بھید آخر کھل کر رہے گا، اور ریاکار، مکار، منافق کو کوئی بھی شخص پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتا۔

اس حدیثِ پاک میں ریا وسمعہ (یعنی مخلوق کو دکھانے اور سنانے کے لئے عمل کرنے) کی صرف سزا ہی بیان نہیں فرمائی گئی، بلکہ اس خبیث مرض سے بچنے کا علاج بھی تجویز فرمادیا ہے، اور وہ یہی مراقبہ ہے جو میں اُوپر عرض کرچکا ہوں۔

الغرض! مخلوق کو خوش کرنے کے لئے کام کرنا ریاکاری ہے، جو درحقیقت نفاق کا ایک شعبہ ہے، اس کے مقابلے میں اِخلاص ہے کہ آدمی محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے عمل کرے، اِخلاص تمام اعمال کی جان ہے، اور جس قدر اِخلاص زیادہ ہوگا اسی قدر عمل میں وزن ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہر مسلمان کو ریا وسمعہ سے محفوظ رکھے۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

نئے جذبے سے

عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کا عہد!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد مسلمانوں کے باغی اور انگریز کے وفادار قادیانی ہندوستان سے بھاگ کر پاکستان میں آگھسے۔ بدقسمتی سے چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو ملک کا پہلا وزیر خارجہ بنا دیا گیا اس طرح قادیانی یہاں بیوروکریسی، فوج اور بڑی بڑی پوسٹوں پر براجمان ہوگئے، پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنے لگے، ۱۹۵۳ء کی تحریک میں قادیانی نواز حکمرانوں اور افسروں نے دس ہزار نوجوانوں کو شہید کیا، اتنے ہی لوگوں کو زخمی اور معذور کیا، پھر ۱۹۷۴ء میں دوبارہ قادیانیوں نے غرور وتکبر کے خمار میں مدہوش ہوکر مسلمان طلبا پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں فیصلہ کن تحریک چلی اور تا آنکہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کی مزید تفصیل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

”۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانی، لاہوری، مرزا قادیانی ملعون قادیان کے دونوں گروپوں کو آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اس دن سے ہر سال ۷ر ستمبر کو پورے ملک میں ”یوم ختم نبوت“ منایا جاتا ہے۔ اخبارات ورسائل میں مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس عنوان پر کام کرنے والی جماعتیں وادارے اپنے اپنے طور پر مختلف پروگرام کرتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ کی سہ ماہی میٹنگ ملتان میں ۳۰ر اگست کو طے کیا گیا کہ اس سال ۷ر ستمبر کو جمعہ کا دن بنتا ہے۔ خطباء سے اپیل کی گئی کہ وہ اس موقع پر اپنے اپنے خطبات جمعہ میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی یہ مہم تقریباً یکم ستمبر سے شروع ہوکر آٹھ ستمبر تک جاری رہے گی۔ یکم ستمبر خانقاہ سراجیہ کندیاں، ۲ر ستمبر پنچند، تلہ گنگ، ۳ر ستمبر سیالکوٹ، ۴ر ستمبر مانسہرہ، ۶/۵ ستمبر ایبٹ آباد، نتھیا گلی، حویلیاں، قلندر آباد، ۷ر ستمبر اسلام آباد اور لال مسجد، ۷ر ستمبر بعد نماز عشاء پشاور، ۸ر ستمبر مردان، نوشہرہ اور بہاولپور میں عظیم الشان پروگرام رکھے گئے ہیں۔ ان پروگراموں کے ذریعہ انشاء اللہ العزیز اسلامیان وطن کو عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے نئے جذبے سے سرشار کیا جائے گا۔

۲۲ر مئی ۱۹۷۴ء کو ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلبا کا وفد چناب ایکسپریس (جس کا آج کل نیا نام ہزارہ ایکسپریس ہے) کے

ذریعہ چناب نگر (ربوہ) سے گزرا۔ قادیانیوں نے اپنی روش کے مطابق اسٹیشن پر گاڑی کے مسافرین میں اپنا اخبار الفضل اور لٹریچر تقسیم کیا۔ مسلمان طلبا نے ردعمل میں ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ گاڑی چل پڑی اور قادیانی منہ تکتے رہ گئے۔

ان طلبا نے ۲۹رمئی کو اسی ٹرین سے واپس آنا تھا۔ اس دور میں سرگودھا سے لے کر چناب نگر تک درمیانی اسٹیشنوں، نشتر آباد، شاہین آباد، لالیاں پر قادیانی اسٹیشن ماسٹر تھے۔ چنانچہ قادیانی ان کے ذریعہ ٹرین کا معلوم کرتے رہے اور سرگودھا سے چناب نگر تک جہاں بھی گاڑی کے اسٹاپ تھے۔ ہر اسٹیشن سے گردونواح کے قادیانی سوار ہوتے رہے اور طلبا کی بوگی کو فوکس کرتے رہے۔ جب ٹرین ریلوے اسٹیشن چناب نگر پہنچی تو چناب نگر اسٹیشن پر موجود اور ٹرین میں سوار قادیانیوں نے طلبا کو زدوکوب کرنا شروع کیا۔ مارا پیٹا زخمی کیا۔ طلبا زخموں سے نڈھال، شدید زخمی، خون سے لت پت فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ مولانا تاج محمودؒ نے ان کو فرسٹ ایڈ دلائی۔ طلبا بپھرے ہوئے تھے، ٹرین کو چلنے سے روک دیا، اسٹیشن پر شدید احتجاج کیا۔ یہ اطلاع پاکر شہر سے لوگ اسٹیشن پر جم غفیر کی شکل میں جمع ہوگئے۔

وزیراعلیٰ پنجاب نے انکوائری کے لئے ہائیکورٹ کے جج جناب کے ایم صمدانی پر مشتمل انکوائری عدالتی کمیشن قائم کیا۔ لاہور میں جناب آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، نوابزادہ نصراللہ خانؒ، فیصل آباد میں مولانا تاج محمودؒ، ملتان میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے تمام مکاتب فکر کے علماء کے اجلاس کئے، اگلے دن اخبارات میں وقوعہ کی خبر آئی تو پورا ملک سراپا تحریک بن گیا۔

تب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور قائد حزب اختلاف مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ باہمی مشورہ سے راولپنڈی، پھر شیرانوالہ گیٹ لاہور میں تمام مکاتب فکر کی مذہبی وسیاسی قیادت پر مشتمل آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان قائم کی گئی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اس کے صدر اور حضرت علامہ صاحبزادہ محمود احمد رضوی سیکریٹری جنرل منتخب کئے گئے۔

۱۴رجون کو ملک بھر میں مثالی ہڑتال ہوئی۔ چشم فلک نے تمام امت کے اجتماع واتحاد کی برکتوں سے ایسے ایمان پرور منظر دیکھے کہ اس دن کراچی سے خیبر تک پورے ملک کے باشندگان نے ہڑتال میں شریک ہوکر ختم نبوت کے منکرین وباغیان کے خلاف گویا اجماع منعقد کرلیا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو ایسے بیدار مغز قومی راہنما نے دورۂ بلوچستان کے دوران عوامی ردعمل کا سامنا کرنے کی بجائے سرنڈر کیا اور مسئلہ قومی اسمبلی کے سپرد کردیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی گروپ کے لاٹ پادری مرزا ناصر، لاہوری گروپ کے چیف ڈاکٹر اللہ بخش وغیرہ پیش ہوئے۔

تب اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ قادیانیت کا کفر کھل کر سامنے آیا، قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے عزت مآب مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور حکومت کی طرف سے وفاقی وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے دو علیحدہ علیحدہ قراردادیں پیش کیں۔

یوں کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا کہ ۷رستمبر کو اعلان ہوا کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے دونوں گروپ قادیانی ولاہوری دائرۂ اسلام سے خارج اور غیرمسلم ہیں۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی موجودہ زرداری حکومت نے اوپن کرنے کا اعلان کیا ہے۔ چھپ بھی گئی ہے، اسے تقسیم کرنے سے محترمہ فہمیدہ مرزا تاحال کترا رہی ہیں۔ کیوں؟۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۷رستمبر ۲۰۱۲ء)

ہم مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ بیدار رہیں اپنی گلی، محلے یا شہر میں کسی قادیانی کو آزادانہ تبلیغ یا مسلمانوں کو ورغلانے اور ان کو مرتد بنانے کی ہرگز ہرگز اجازت نہ دیں۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت، وما توفیقی الا باللّٰہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

حج ... جذبۂ عشق کی تسکین

مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

انسان کا خمیر عشق و محبت سے اٹھایا گیا ہے۔ حواس ظاہرہ کے ساتھ اسے ایک اور حاسہ عطا کیا گیا ہے جسے ہم حاسہ الفت یا عشق و محبت کہہ سکتے ہیں۔ یہ جذبہ قوی بھی ہوسکتا ہے اور کمزور بھی' کبھی اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور کبھی یہ مستور ہوتا ہے لیکن ہوتا ضرور ہے۔ اس سے محرومی اس بات کی علامت ہوگی کہ وہ یا تو اپنی استعداد کھوچکا ہے یا اپنی فطرت سے منحرف ہوچکا ہے۔ یہی جذبہ ہے جس نے انسان سے محیر العقول کارنامے انجام دلوائے' اسی جذبہ سے سرشار ہوکر وہ کبھی پہاڑوں سے جاٹکرایا' کبھی زمین کا سینہ شق کیا اسی جذبہ کے تحت اس نے دریاؤں کا رخ موڑ دیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس روئے ارض پر انسانی برادری میں سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے دریاؤں' سمندروں اور پہاڑوں کو ہی سب کچھ سمجھ کر اپنا معبود بنالیا تھا اور کتنے ہی ایسے ہیں جو چاند' سورج ستاروں کے ہوکر رہ گئے اور کتنوں نے درختوں اور دیگر مظاہر قدرت کو اپنا الہٰ تسلیم کرلیا۔

مگر اسلام کی تعلیمات کا سبق یہ ہے کہ ظاہر بین نہ بنو ان ظاہری چیزوں سے حقیقت تک پہنچو انفس و آفاق میں گم ہونے کی بجائے انفس و آفاق کی آیات و دلائل اور اس کی نشانیوں سے اس ذات کا عرفان حاصل کرو جو ہر چیز کی مالک' ہر چیز کی خالق ہے جو حقیقت میں معبود بننے کی اہل ہے' اسی کے سامنے سر جھکایا جاسکتا ہے' عبدیت کا اظہار اسی کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

اسی لئے اسلام عشق و محبت کے فطری جذبے کو مزید بڑھاتا ہے۔ انسان کے دل میں آتش شوق کو مزید بھڑکاتا ہے تاکہ اس جذبہ کے ضعف و کمزوری کی وجہ سے ظاہری چیزوں میں الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ معرفت کی اس بلندی پر پہنچے جہاں یہ ظاہری چیزیں بے حقیقت اور ہیچ نظر آنے لگیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایک بندہ کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اپنی زمام زندگی اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہاتھ میں تھمادیتا ہے اور اپنی تمام مرضیات و خواہشات سے دستبردار ہوکر اللہ اور اس کے رسولؐ کے آگے سراپا تسلیم و انقیاد بن جاتا ہے' تو یہ جذبہ عشق و محبت تیز تر ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حج جیسی عبادت کو مقرر فرمایا اور بیت اللہ کو اس شوق و ذوق کا مرکز بنادیا جو تجلیات ربانی کا خاص مرکز ہے' جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے جس کی عظمت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت قرار دیا تاکہ ایک عاشق صادق اپنی ظاہری اور مادی آنکھوں سے اس مشہود کو دیکھ کر اپنے ذوق و شوق کی تسکین کرے اور قرب و وصال کے تقاضے کی آسودگی کا سامان بہم پہنچائے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

”کبھی کبھی انسان کو اپنے رب کی طرف بہت زیادہ اشتیاق ہوتا ہے اور محبت جوش مارتی ہے اور وہ اس شوق کی تسکین کے لئے اپنے چاروں طرف نظر دوڑاتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سامان صرف حج ہے۔“ (حجۃ اللہ البالغہ)

فیلسوف اسلام امام غزالیؒ اسی کو بیان کرتے ہوئے حج کی دلکش تصویر اس طرح کھینچتے ہیں:

”بیت اللہ کی وضع اور شکل ایک شاہی دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے جہاں عشاق و اہل فراق ہر دشوار گزار اور دور دراز مقام سے افتاں و خیزاں آشفتہ سر اور پراگندہ ہوکر پہنچتے ہیں' رب البیت کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے اپنی حقارت کا احساس دل میں لئے ہوئے' اللہ کی عزت و جلال کے سامنے اپنے آپ کو فراموش کئے ہوئے' اس علم و اعتراف کے ساتھ کہ وہ اس سے بلند و بالاتر ہے کہ کوئی گھر اسے گھیر سکے یا کوئی شہر اس کا احاطہ کرسکے' یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ ان کی عبودیت و رقت اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور اطاعت و انقیاد میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔

اس لئے ان کو ایسے اعمال اور ایسی نقل و حرکت کا پابند کیا گیا ہے جس سے نہ

نفسِ انسانی کو کوئی لگاؤ ہے نہ عقل کی وہاں تک رسائی ہے مثلاً رمی جمار، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا، اس قسم کے اعمال کمال عبودیت اور غایت درجہ فنائیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

زکوٰۃ ایک قسم کی رحم دلی اور غم خواری ہے، اس کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور عقل اسے قبول کرتی ہے، روزہ نفس کشی اور ان خواہشات بشری کی سرکوبی کے لئے ہے جن کو شیطان اپنے مطلب براری کے لئے استعمال کرتا ہے، اس میں دوسرے مشاغل کو کم کر کے عبادت میں انہماک کا پہلو واضح ہے۔

نماز میں رکوع و سجود اور ان افعال و حرکات کے ذریعہ جن سے تواضع کی روح پیدا ہوتی ہے خدا کے سامنے اس کی کبریائی اور اپنے عجز کا اظہار ہے، اس سے دلوں کو خاص لگاؤ ہوتا ہے۔

لیکن رمی، جمار، سعی اور اس طرح کے دیگر افعال و ارکان حج ایسے ہیں جن سے دل کو کوئی لذت اور سرور حاصل نہیں ہوتا، طبیعت بشری بھی ان کی طرف مائل نہیں ہوتی، چنانچہ یہ عمل یا اقدام صرف اطاعت ہی کے جذبہ سے کیا جاتا ہے صرف یہ سمجھ کر کہ یہ خدا کا ایک حکم ہے جو ہر صورت میں واجب الاتباع ہے، اس سے مقصود عقل کو اس کے اختیارات سے محروم کر دینا اور نفس و طبیعت کو ان چیزوں سے دور رکھنا ہے، جن سے اس کو لگاؤ اور انس پیدا ہو سکتا ہو، اس لئے کہ جب کوئی چیز عقل سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے تو طبیعت اس کی طرف خود بخود چلنے لگتی ہے اور طبیعت کا یہ رجحان خود اس عمل کا باعث اور محرک بن جاتا ہے اور اس میں کمال عبدیت اور عجز و اطاعت کی شان باقی نہیں رہتی۔“ (احیاء العلوم)

حج کا پورا سفر اسی کا مظہر ہے اور حج کے ہر فعل، ہر رکن اور ہر ادا سے شان عشق آشکارا ہوتی ہے، اس کے تمام اعمال محبت و وارفتگی، سرمستی و شوریدہ سری میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ عازم حج اپنے تمام کپڑوں سے بے نیاز صرف دو چادروں میں ملبوس مجنونانہ ہیئت بنائے ہوئے برہنہ سر کبھی بیت اللہ کے گرد چکر لگاتا ہے، کبھی اس کے در و دیوار سے چمٹ جاتا ہے کبھی اس کے پتھروں کو چومتا ہے، کبھی اپنے محبوب کے حکم پر ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک دیوانہ وار چکر لگاتا ہے، کبھی صحرا میں نکل کر پورے دن اور رات وہاں پڑاؤ ڈالے رہتا ہے، کبھی ایک میدان سے دوسرے میدان میں گھومتا پھرتا ہے، عشق جوش مارتا ہے تو محبوب سے وصال میں اس کا جو ازلی دشمن سد راہ بنتا ہے اس پر سنگباری کرتا ہے، غرضیکہ پورے سفر میں ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے، نہ خوشبو کا اہتمام رہے نہ کپڑوں کا خیال، پراگندہ بال، گرد و غبار سے اٹا ہو جسم دل میں ایک جوش ایک جذبہ، سوز و گداز لبوں پر ایک ہی زمزمہ، حاضر ہوں اے اللہ حاضر ہوں۔

چنانچہ ایک عاشق صادق جب ہجر و فراق کی انتہا کو پہنچتا ہے اور اب مزید جدائی اس سے برداشت نہیں ہوتی تو وہ شوق لقاء میں وہ اسباب و وسائل اختیار کرتا ہے جو اسے اس کے محبوب سے ملادیں اور وہ اس گھر کا قصد کرتا ہے جس کی خاص اللہ کی طرف نسبت ہے اسے کہا ہی بیت اللہ (اللہ کا گھر) کہا جاتا ہے امام غزالی لکھتے ہیں:

”جب اللہ تعالیٰ سے لقاء کا شوق پیدا ہوتا ہے تو مسلمان اس کے اسباب و وسائل اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے عاشق اور محب ہو اس چیز کا مشتاق ہوتا ہے جس کی اضافت و نسبت اس کے محبوب کی طرف ہو، کعبہ کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے اس لئے مسلمان قدرتی طور پر سب سے زیادہ اس کا مشتاق ہوتا ہے، اور یہ اشتیاق اس اجر و ثواب کی طلب کے علاوہ ہوتا ہے، جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

(احیاء العلوم)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

”حج میں بیت اللہ کی تعظیم ہے کیونکہ یہ شعائر اللہ میں سے ہے اور بیت اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔“

(حجۃ اللہ البالغہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”یہ ساری وحشت اور اشتیاق کیوں ہے، یہ اضطراب و بے چینی آخر کیوں مسلط ہوئی اس لئے کہ محبوب کے در پر عشاق کے اجتماع کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ وقت قریب آگیا۔

اجازت ہو تو آکر میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر، ہجوم عاشقاں ہوگا“

(فضائل حج)

لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ ہمارے در پر اگر حاضری دینا چاہتے ہو تو تمام دنیاوی تعلقات چھوڑ کر دنیا سے ظاہری لگاؤ ترک کر کے ہر

چیز کو خیر باد کہہ کر آؤ حتی کہ اپنی مرضی کا لباس بھی جو تمہیں بہت عزیز اور پسند ہے وہ بھی اتار دو اور صرف دو چادریں پہن کر آؤ تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم ہمارے دیوانے ہو ہماری محبت کے علاوہ کوئی اور چیز تمہارے دل میں گھر کئے ہوئے نہیں‘ محبت میں شرکت کبھی گوارا نہیں کی جاسکتی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ لکھتے ہیں:

’’احرام بھی اسی عاشقانہ رنگ کا پورا مظہر ہے نہ سر پر ٹوپی نہ بدن پر کرتہ‘ فقیرانہ صورت‘ نہ خوشبو نہ زینت‘ ایک مجنونانہ ہیئت جو کرب و بے چینی کے کمال کو ظاہر کرتی ہے۔

خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی
گریباں پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے

☆☆☆

چشم تر خاک بسر چاک گریباں دل زار
عشق کا ہم نے یہ دنیا میں نتیجہ دیکھا
نہ رکھا لباس الجھاؤ تن پہ دست جنوں
کیا ہے چاک گریباں تو پھاڑ دامن بھی

احرام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے‘ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

’’حج وعمرہ جو احرام باندھا جاتا ہے وہ نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح ہے‘ وہ اخلاص تعظیم اور عزیمت مومن کی ایک ظاہری صورت آرائی ہے۔ اس کا مقصد لذتوں‘ عادتوں اور آرائش و زیبائش کی تمام قسموں کو ترک کر کے نفس کو حقیر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز و سرنگوں بنانا اور اللہ تعالیٰ کے لئے آشفتہ سری‘ پریشان حالی اور کلفت و تعب کا مظاہرہ کرنا ہے۔‘‘ (حجۃ اللہ البالغۃ)

احرام چونکہ حاجی میں شعور و بیداری پیدا کرتا ہے اور اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ وہ ایک عظیم دربار میں حاضری دینے اور اہم سفر پر روانہ ہو رہا ہے اس لئے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیتا لیکن اس میں مشقت زیادہ تھی اور پھر یہ انتشار کا سبب بن سکتا تھا کہ کوئی کس جگہ سے احرام باندھتا اور کوئی کس جگہ سے اس لئے اس کے لئے میقات کو مقرر کر دیا‘ تا کہ ایسا نہ ہو کہ حجاج کرام بیت اللہ تک بغیر کسی شعور و احساس کے پہنچ جائیں اور انہیں ناکام لوٹا دیا جائے جس طرح کوئی دیہاتی گنوار سلاطین کے دربار میں بلا سوچے سمجھے گھس جائے تو انہیں دھکے دے کر نکال دیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

’’مواقیت کا اصل راز یہ ہے کہ ایک طرف مکہ میں آشفتہ حال اور پراگندہ بال حاضر ہونے کی تاکید ہے‘ دوسری طرف اپنے شہر سے احرام باندھ کر سفر کرنے میں کھلی دشواری ہے‘ اس لئے مکہ کے ارد گرد خاص مقامات متعین کر دیئے گئے جہاں سے احرام باندھنا ضروری ہے‘ اور اس کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ یہ مقامات معروف ہوں اور عام گزرگاہوں کی حیثیت سے مشہور ہوں۔‘‘ (حجۃ اللہ بالغۃ)

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ‘ اہل شام کے لئے جحفہ‘ اہل نجد کے لئے قرن منازل‘ اہل یمن کے لئے یلملم‘ اہل عراق کے لئے ذات عرق میقات مقرر فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ میقات ان لوگوں کے لئے اور جو ان پر سے گزریں ان کے لئے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

’’جب کوئے یار کے قریب پہنچے تو اس کا اہتمام ضروری ہے کہ اس کے کوچہ میں اس حال داخل ہونا ہے کہ سر پر بال بکھرے ہوئے ہوں‘ لباس مجنونانہ ہیئت ہو‘ میلے کچیلے حال میں از خود رفتہ عاشقوں کی سی صورت ہو‘ اسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد میں فرمایا: ’’حاجی بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہوتا ہے‘‘ یعنی یہ کہ راستہ میں کچھ گرد و غبار بھی بے تابی اور شوق میں بدن پر پڑا ہو‘ اسی حالت کو حق تعالیٰ شانہ‘ خود بھی تفاخر کے طور پر فرشتوں سے ظاہر فرماتے ہیں: ’’میرے گھر کے مشتاقوں کو دیکھو کہ میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور گرد و غبار کی حالت میں آئے۔

اپنے دیوانوں کی فریاد سے خوش ہوتے ہیں
پس دیوار کھڑے سنتے ہیں شیون ان کا
نالے کرتا جو میں پھرتا ہوں تو خوش ہوتے ہیں
عشق کے وہ اسیر ہیں کہ شہرت ہر سو ہو جائے

اور ظاہر ہے کہ جب جنگلوں اور پہاڑوں کی خاک چھانتا ہوا روتا پیٹتا وہاں پہنچا ہے تو یہ چیزیں ضرور ہوں گی اور جتنے اثرات اس کے زیادہ ہوں گے اتنا ہی شوق اور بے تابی کا اظہار ہوگا

چھانے ہیں پائے محبت سے بیاباں کیا کیا
پار کوؤں سے ہوئے خار مغیلاں کیا کیا
وحشی نے تیرے خاک اڑائی یہاں تک
ملتا نہیں زمین کا پتہ آسماں تک
(فضائل حج)

حاجی کو حکم ہوتا ہے کہ اب وہ نہ خوشبو لگائے‘ نہ شکار کرے‘ نہ فسق و فجور کی باتیں کرے‘ ارشاد خداوندی ہے:

’’جو کوئی اشہر حج میں اپنے اوپر حج

فرض کرے تو نہ کوئی فحش بات ہو نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا۔" (سورۂ بقرہ)

زیبائش و آرائش' شکار' تجمل' خوشبو اور بے ہودہ گوئی میں مشغول ہونا اللہ تعالیٰ اور محبوب کی یاد سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں ایک عاشق صادق کو ان چیزوں سے کیا سروکار حاجی احرام باندھ کر زبان حال سے کہتا ہے:

اک تجھ سے باخبر ہے بس اور سب سے بے خبر
کیا ہوشمند ہے ترا دیوانہ آج کل

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"ان اشیاء کی ممانعت احرام باندھنے والے کے لئے اس لئے ہے کہ تذلل' ترک تجمل' پراگندہ بال اور غبار آلود ہونے کی کیفیت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خوف کا غلبہ اور مواخذہ کا ڈر اس پر غالب رہے اور وہ اپنے خواہشات اور دلچسپیوں میں پھنس کر نہ رہ جائے۔"

(حجۃ اللہ البالغہ)

ان چیزوں میں مشغول ہونے کے بجائے اس کی زباں پر لبیک کا ترانہ ہوتا ہے اور وہ اپنے جذب و شوق کا اظہار کرتے ہوئے بار بار سرمستی میں صدائے لبیک بلند کرتا ہے کہ اس کی نغمگی سے اس کے دل کے تار جھنجھنا اٹھتے ہیں' تلبیہ سے حاجی کے جسم و روح میں روحانیت کا کرنٹ تیزی سے دوڑنے لگتا ہے جس کی بدولت وہ اسلام کے اس رکن عظیم کے لئے اپنے کو مستعد اور تیار کرتا ہے' لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک' ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک کا نغمہ اس کی دل کی گہرائیوں سے نکلتا ہے تو حج کے تمام مقاصد اپنی پوری رعنائی اور دلربائی کے ساتھ اس کے سامنے جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ توحید کا شعلہ اس کی رگوں میں آتش سیال بن کر دوڑنے لگتا ہے' اس کی محبت و وارفتگی اور ذوق و شوق کا ساغر بے ساختہ چھلکنے لگتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ فرماتے ہیں:

"حاجی مستانہ وار لبیک کا نعرہ لگاتا ہوا روتا اور چلاتا ہوا نالہ و فریاد کرتا ہوا پہنچتا ہے اسی کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کا کمال خوب چلانا اور قربانی کا خون بہانا ہے۔ بہت سی احادیث میں مردوں کے لئے لبیک آواز سے پڑھنے کی ترغیب ہے' ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو حکم کروں کہ لبیک پکار کر کہیں اور ظاہر بات ہے کہ نالہ و فریاد کے ساتھ چلانا عشق کی جان ہے۔

نالہ کر لینے دیں للہ نہ چھیڑیں احباب
ضبط کرتا ہوں تو تکلیف سو ہوتی ہے

فغاں میں آہ میں فریاد میں شیون میں نالے میں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

کسی کی یاد نے کیا کیا نئے تحفے دیے ہم کو
جگر میں ٹیس دل میں درد لب پر آہ و نالے ہیں

اسی بے چینی اور اضطراب' نالہ و فریاد کے ساتھ آخر محبوب کے شہر تک پہنچ جاتا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے جا پہنچے ہم اسکے گھر تک
دل گم گشتہ مرے حق میں تو رہبر نکلا

جذب دل نے آج کوئے یار میں پہنچا دیا
جیتے جی میں گلشن جنت میں داخل ہو گیا

اور جب یہ عاشق اس طرح خاک چھانتا ہوا منزل مقصود پر پہنچتا ہے اور محبوب کے در و دیوار پر نظر پڑتی ہے تو اس کے دل کی کائنات ہی بدل جاتی ہے۔ اس وقت اس کے دل پر جو کچھ گزرتی ہے اسے الفاظ کا جامہ پہنا کر زیب قرطاس کرنا ممکن ہی نہیں' پہنچنے سے پہلے کیا کیا سوچتا ہے کہ اس طرح درخواست پیش کروں گا' یہ عرض کروں گا' اس طرح عرض معروض کروں گا مگر جب آقا کے گھر پر نظر پڑتی ہے تو اس پر وارفتگی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے' تھوڑی دیر کے لئے تو وہ بھول جاتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے' دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے' آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے' زبان خاموش ہوتی ہے مگر نم دیدہ آنکھوں سے وہ سب کچھ کہتا ہے حالت یہ ہوتی ہے ۔

مختصر یہ ہے ہماری داستاں
خود بخود ہیں آنکھ سے آنسو رواں

رخسار زرد پر مرے بہتے ہیں آنسو
یکجا دکھا رہی ہے خزاں و بہار رنگ

مری چشم تر کا یہ کیا حال ہے
کہ دامن سے تا آستین لال ہے

تھوڑی دیر بعد اس کی حالت میں افاقہ ہوتا ہے اور وہ ہاتھ پھیلا کر اسی طرح روتے ہوئے اپنے رب کے حضور ہاتھ اٹھا کر راز و نیاز میں مشغول ہو جاتا ہے' وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس کے رب نے اس کی رہنمائی کی' اسے یہ توفیق بخشی کہ اپنے گھر تک پہنچا دیا اور پھر دامن پھیلا کر اپنے آقا سے سب کچھ مانگ سکتا ہے۔

(جاری ہے)

اخلاقی بگاڑ اور ہماری ذمہ داری

مولانا سیّد محمد حمزہ حسنی ندوی

کوئی بھی ملک ہو یا کہیں کی حکومت، صرف ظاہری ساز و سامان اور مادی آلات و وسائل، تعلیم کی ترقی یا طاقت و قوت کی فراوانی، اس کی حفاظت اور ترقی کے لئے کافی نہیں، جب تک کہ اس کے پاس اخلاق کا سرمایہ اور ایمان و یقین کی دولت نہ ہو، جب تک کہ اس کے رہنے والے بسنے والے ایک دوسرے کے غمخوار اور ہمدرد نہ ہوں، جب تک کہ ان میں اپنے فرض کا احساس اور ایثار و قربانی کا جذبہ نہ ہو، ان خصوصیات کے بغیر کوئی ملک بھی زیادہ دیر تک اپنی خوشحالی اور آزادی برقرار نہیں رکھ سکتا، جن لوگوں کی تاریخ پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ روم و ایران، بغداد اور خود ہمارا متحدہ ہندوستان اپنے اپنے وقت پر کتنے ترقی یافتہ اور خوشحال تھے، لیکن جب بداخلاقی، خود غرضی اور نااتفاقی، دولت پرستی اور ظلم کا دور دورہ ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی آزادی اور اپنی خوشحالی کھو بیٹھے، آج بھی جن ملکوں میں بداخلاقی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے، وہ ملک چاہے کتنے بڑے اور ترقی یافتہ ہوں، اندر ہی اندر کھوکھلے ہوتے جارہے ہیں۔

ہمارا ملک بھی اب ان بیماریوں کا شکار ہو چلا ہے اور پورے ملک میں بداخلاقی، خود غرضی اور تعصب کا دور دورہ ہے، سینکڑوں جماعتیں ہیں، ان گنت تحریکیں ہیں، سوچنے والے دماغ ہیں، لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان بیماریوں کے ازالہ کی فکر جتنی کرنی چاہئے، اس کا بیسواں حصہ بھی نہیں پایا جاتا اور تمام تگ و دو، طاقت اور قوتیں ملک کی ظاہری ترقیوں اور مادی آلات و وسائل کے بڑھانے اور پیداوار کے اضافہ پر صرف کی جارہی ہے، ایک طرف ملک کی پیداوار، تعلیم کی ترقی اور عام خوشحالی کی فکر کی جارہی ہے اور دوسری طرف بداخلاقی اور بے حیائی کا ایک سیلاب، خود غرضی اور دولت پرستی کا ایک طوفان ہے جو مختلف راہوں اور طریقوں سے گھر گھر گھس رہا ہے، ظلم اور تعصب کا جذبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کے دل میں گھر کررہا ہے، کچہریوں اور عدالتوں، اسٹیشنوں اور دفاتر میں رشوت کا زور ہے، اپنے پیٹ اور دوسرے کی جیب پر نظر رہتی ہے، بداخلاقی کا یہ حال ہے کہ سڑکوں اور بازاروں میں نکلئے تو فحش گانوں اور حیاء سوز گیتوں سے کان بجنے لگیں گے، قد آدم عریاں مجسموں اور تصویروں اور فلمی اشتہاروں سے نظر بچ نہ سکے گی، پھر اسی پر بس نہیں سنیما کے پردوں پر بے حیائی اور بے آبروئی، عصمت دری تک کے گھناؤنے منظر دکھلائے جاتے ہیں، جن کو شریف تہذیب اور حیاء دار آنکھ برداشت نہیں کرسکتی، ان مناظر کو دکھانے کے اتنے دلکش طریقے اختیار کئے جاتے ہیں کہ کوئی اس سے محفوظ نہ رہ سکے، ان الم ناک اور شرمناک مناظر کو مرد و عورت، والدین اور اولاد، بڑے اور چھوٹے ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں اور پھر غیر شعوری طور پر اپنانے کی کوشش کرتے ہیں، خود حکومت، کلچر اور آرٹ کے نام سے ناچ گانوں اور مرد و عورت کے ناجائز اختلاط کی سرپرستی کرتی ہے، رسالوں اور کتابوں کے ذریعہ ناجائز خواہشات اور گندے جذبات کو برانگیختہ کیا جاتا ہے، لوگ ان عریاں مناظر کو دیکھتے ہیں اور ان گھٹیا اور فحش رسالوں کو پڑھتے ہیں اور اپنے جذبات کی تسکین اور لطف و تفریح کی خاطر گھر گھر پہنچانے میں تعاون کرتے ہیں، ان تمام کوششوں کے نتیجہ میں عوام کا مزاج اتنا گھٹیا ہوچکا ہے کہ ہر اس چیز کو پسند کیا جاتا ہے جس پر عریاں تصویر بنی ہو یا کوئی فحش گیت یا شعر لکھا ہوا ہو، اس کی وجہ سے عریاں تصویروں کا چھپانا اتنا عام ہوچکا ہے کہ جس سے روزمرہ کی استعمال کی چیزیں تک نہیں بچ سکی ہیں، دکانوں کے بورڈ عریاں تصویروں سے مزین، بسکٹوں کے پیکٹ ہوں یا سگریٹ کیس یا لائٹر، صابن ہو یا رومال یا اور کوئی چیز حتیٰ کہ عید جیسی مقدس اور خالص دینی تہوار کے کارڈوں اور رومالوں تک پر فلم ایکٹرز کی تصویریں نظر آئیں گے۔ اقبال نے تو کہا تھا:

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پر عورت ہے سوار

لیکن آج ہر طبقہ اس طوفان کا شکار ہے اور عورت تو عورت، فحاشی اور عریانی اعصاب پر سوار ہے، خواہشات کا الاؤ ہے جو جل رہا ہے اور لوگ اندھا دھند اس میں کودتے جارہے ہیں اور اس کے بھڑکانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جارہی ہے، جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ قتل، اغوا، عصمت دری کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں اور کوئی طاقت اور قانون

مجرموں اور پاپیوں کو سزا نہیں دے پاتا، گھر کا سکون اڑتا جا رہا ہے، آپس کی کشیدگی بڑھ رہی ہے، خاندانی نظام بگڑ رہا ہے، عزت و محبت، عفت و شرافت مٹ رہی ہے اور جنسی انارکی معاشرہ کو تباہ کر رہی ہے، یہ صورت حال اتنی زائد تشویشناک ہے کہ اس سے غفلت برتنا ملک کے ساتھ اخلاق اور دین کے ساتھ بہت بڑی دشمنی ہے۔ اس کی طرف ملک کے ہر بہی خواہ کو سب سے پہلے توجہ کرنی چاہئے، سب سے زیادہ اس کی ذمہ داری ملک کے راہنماؤں اور اہل حکومت پر عائد ہوتی ہے جہاں وہ مختلف مسائل کو حل کرنے اور دشواریوں دور کرنے کے پلان بناتے ہیں، بداخلاقی اور بے حیائی، خود غرضی جیسے مہلک امراض دور کرنے کے بھی پلان بنائیں اور اس کے لئے بھی کوشش کریں کہ ملک کو بگاڑنے اور بنانے میں ان کا بڑا دخل ہے، حکومت ایک امانت ہے، اس میں خیانت کرنا ایک بڑا اخلاقی جرم ہے، اسی طرح ان تمام جماعتوں اور پارٹیوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو ملک کے نظم و نسق سنبھالنے کی تگ و دو کرتی رہتی ہیں اور جو سماجی اور اصلاحی خدمت کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں، ان کا تعلق عوام سے بھی رہتا ہے اور حکومت سے بھی، سیاسی کاموں سے پہلے اس کام کو کرنا چاہئے۔

آخر میں ہم اپنی بہنوں سے عرض کریں گے کہ اس سلسلہ میں ان پر بڑی ذمہ داری ہے اور ان کے کاندھوں پر اس کا بڑا بوجھ ہے، اس لئے کہ اخلاق و بداخلاقی کا حیاء و بے حیائی کا ان سے بڑا تعلق ہے، انہیں کو ان تمام کاموں میں گھسیٹا جاتا ہے، انہیں کی عزت و ناموس کو استعمال کیا جاتا ہے، کیا وہ یہ برداشت کرنے کو تیار ہیں کہ کلچر، آرٹ، تہذیب کا پردہ ڈال کر ان کی عفت و عصمت سے کھیلا جاتا رہے؟ کیا ان کی حیثیت اتنی رہ گئی ہے کہ ان کو تفریح کا سامان بنایا جائے اور ان کی عزت و آبرو پر ڈاکے ڈالے جائیں؟ کیا ان کی آنکھوں کا پانی اتنا مر چکا ہے کہ وہ مردوں کے دوش بدوش بڑوں چھوٹوں کے ساتھ، اپنوں اور غیروں کے ہمراہ شرمناک مناظر اور اپنی لٹتی ہوئی عزت و آبرو کا تماشا دیکھیں؟ اس سے زیادہ عبرتناک منظر اور المناک حادثہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیا آپ کو سڑکوں، دکانوں، کلبوں، سنیما کے پردوں پر ذلت و رسوائی کی حالت میں نہیں دکھلایا جاتا؟ گندی چیز گندی ہی ہے، چاہے اس کا نام جتنا بھی خوبصورت رکھ دیا جائے، اگر بہنوں کو یہ ذلت و رسوائی برداشت نہیں ہے تو اس کو ختم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ہاتھ پیر مارنے چاہئیں اور جو بہنیں اس سیلاب میں بہہ رہی ہیں، ان کو بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے اور گندے ماحول سے بچانا چاہئے کہ اس میں ان کی بھی حفاظت ہے اور آنے والی نسلوں کی بھی، اس طرح کرنے پر دین و اخلاق، معاشرت، ملک اور قوم کی بڑی خدمت ہوگی اور تمام بہنیں اپنے صحیح مقام کو پا سکیں گی اور حقیقی آزادی حاصل کر سکیں گی، ورنہ ان کی حیثیت ایک خوبصورت کھلونے کے سوا کچھ نہ ہوگی۔

☆☆..............☆☆

۷ ستمبر کو ’’یوم تحفظِ ختمِ نبوت‘‘ جوش و خروش سے منایا گیا

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں کی اپیل پر ملک بھر میں کل بروز جمعہ ’’یوم تحفظِ ختمِ نبوت‘‘ نہایت جوش و خروش سے منایا گیا۔ جمعۃ المبارک کے اجتماعات کے علاوہ کانفرنسوں اور سیمینارز کا انعقاد کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت اجاگر کی گئی۔ قومی اخبارات و رسائل نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی و قانونی فیصلے کے حوالے سے اشاعت خصوصی اور مضامین کا اہتمام کیا۔ ملک کے دیگر شہروں و قصبات کی طرح کراچی کی جامع مساجد میں بھی خطباء حضرات نے خطبات جمعہ میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت اور قادیانیوں کی شرپسندانہ سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا، چنانچہ جامع مسجد عائشہ باوانی میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اب قیامت تک کوئی نیا نبی مبعوث نہیں کیا جائے گا۔ منکرین ختم نبوت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جامع مسجد شہداء گودھرا کالونی میں مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قانون تحفظِ ناموس رسالت کا ہر حالت میں تحفظ کیا جائے گا۔ بیرونی دنیا پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی سے اجتناب کرے۔ جامع مسجد مریم منظور کالونی میں حافظ عبدالقیوم نعمانی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی اہانت ایک سوچی سمجھی اسکیم ہے تاکہ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال کر قانون توہین رسالت میں ترمیم یا اسے ختم کرایا جاسکے۔ جامع مسجد باب رحمت پرانی نمائش میں حافظ محمد سعید لدھیانوی نے قادیانیت نواز معروف وکیل عاصمہ جہانگیر کو نگران وزیراعظم بنائے جانے کی تجویز پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اہل پاکستان قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں کو چور دروازوں سے اقتدار پر قبضہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ جامع مسجد مدنی نارتھ کراچی میں مولانا اسعد اللہ نے کہا کہ قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہوں پر مساجد کی طرز پر مینار بنائے ہوئے ہیں، ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو اسلامی شعار اپنانے سے روکا جائے۔ اسی طرح جامع مسجد طور شیر شاہ میں مولانا قاری محمد عثمان نے حکمرانوں کو خبردار کیا کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور شرانگیزیوں کو کنٹرول کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو سڑکوں پر آنا پڑے۔ جامع مسجد بلال اسکاؤٹ کالونی میں مولانا عبدالسمیع نے اپنے بیان میں کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن وہ تاریخ ساز دن ہے جس دن ۹۰ سالہ قادیانی فتنہ کو ختم کرنے کے لئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ قادیانیوں کو تبلیغ کرنے اور اسلامی شعار کے استعمال سے روک دیا گیا تھا، مگر قادیانیوں نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ دیگر مساجد میں بھی قادیانیت کے کفر و الحاد کو واضح کیا گیا۔

اسلامی اذکار و دعائیں!

احکام و فضائل

مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی مدظلہ

دس کلماتِ اذکار کا تذکرہ جن کا ہر شریعت میں رواج و معمول رہا:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ ایسے دس کلماتِ اذکار کے متعلق تفسیر "فتح العزیز" میں رقمطراز ہیں:

"دراین جا باید دانست کہ اذکار عشرہ کہ تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل و توحید و حوقل و حسبلہ و بسملہ و استعانت و تبارک است، و در ہر شریعت صیغ مختلفہ آنہا رائج و معمول است۔"

ترجمہ: ۔"یہاں اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے کہ اذکارِ عشرہ (۱) "سبحان اللہ" کہنا (۲) "الحمد للہ" کہنا (۳) "اللہ اکبر" کہنا (۴) کلمہ "لاإلٰہ إلا اللہ" پڑھنا (۵) "وحدہ لاشریک لہ" کہنا (۶) "لاحول ولاقوۃ إلا باللہ" کہنا (۷) "حسبنا اللہ" کہنا (۸) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہنا (۹) اللہ تعالیٰ سے استعانت مانگنا (۱۰) برکت مانگنا، مذکورہ بالا دس کلمات ہر شریعت میں مختلف الفاظ اور صیغوں کے ساتھ رائج اور قابلِ عمل ہیں۔"

دُعا مانگنے کا سادہ اور آسان طریقہ:

دُعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے، پھر رب العالمین کے حضور میں عرضِ مدعا کیا جائے، اس انداز سے جو دُعا کی جائے گی وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔

(ابوبکر الجصاص، احکام القرآن: ۱/۴۲)

دعا نہایت عاجزی و انکساری سے کرنی اور خاموشی سے مانگنی چاہئے، اس طرح دکھاوے اور شہرت کا خطرہ نہیں رہتا۔ خاموشی سے دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ دعا میں خوف و طمع دونوں ہونی چاہئیں، قبولیت کی امید اور گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے رد ہونے کا کھٹکا رہنا چاہئے۔ ناامیدی بھی کفر ہے، اور بے جا اعتماد اور گھمنڈ بھی اچھا نہیں۔

دعا اور تعوذ کی مثال

ادعیہ و تعوذاتِ ماثورہ ہتھیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہتھیار کی قدر و قیمت چلانے والے سے ہوتی ہے، اس کی دھار سے نہیں، اس میں کامیابی کے لئے حسبِ ذیل تین شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

۱......ہتھیار درست ہو۔ ۲......چلانے والے کے ہاتھوں میں جان ہو، سوجھ بوجھ بھی اچھی ہو۔ ۳......کسی قسم کی رکاوٹ بھی موجود نہ ہو، پھر نتیجہ صحیح نکلتا ہے۔ مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نتیجہ صحیح نہیں نکلے گا۔ چنانچہ ضروری ہے کہ: ۱......دعا کے الفاظ صحیح یاد ہوں۔ ۲......دعا مانگنے والے کے دل و زبان میں موافقت ہو، جو زبان سے ادا ہو دل بھی اس کا ہمنوا ہو۔ ۳......کوئی اور چیز قبولیت دعا سے مانع موجود نہ ہو، پھر نتیجہ صحیح برآمد ہوتا ہے، ورنہ نہیں۔

تین طریقوں سے دعاؤں کا آغاز:

دعاؤں کا آغاز تین طریقوں سے کیا جاتا ہے اور یہ تینوں طریقے مسنون دعاؤں میں پائے جاتے ہیں، ان میں کون سا طریقہ سب سے بہتر ہے؟ اس کی طرف علامہ ابن القیم الجوزیؒ نے اشارہ کیا ہے، چنانچہ وہ "التفسیر القیم" میں رقم طراز ہیں:

"دعائیں تین طرح سے مانگی جاتی ہیں:

اول: یہ کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے اسماء و صفات کا واسطہ دے کر دُعا مانگی جائے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (الأعراف: ۱۸۰)

ترجمہ: ۔"اور اسماءِ حسنیٰ (اچھے نام) اللہ ہی کے ہیں، اُسکو انہی ناموں سے پکارو۔"

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ اسماءِ حسنیٰ میں سے کسی اسم کا ورد و تکرار کی وجہ سے ذکر کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے، یا پھر دعا کی صورت اختیار کر جاتا ہے، اس لئے کہ ذاتِ باری تعالیٰ کا ہر نام دعا گو کی کسی ضرورت سے تعلق رکھتا ہے۔

دوسرے: یہ کہ تم اپنی حاجت، درماندگی، ذلت و عاجزی کا اظہار کرو اور سائل بن کر مانگو، جیسے یوں کہو: "اَنَا الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ الْمِسْکِیْنُ الْبَائِسُ الْمُسْتَجِیْرُ" وغیرہ۔

تیسرے: یہ کہ تم اس کے آگے ہاتھ پسارو، اس سے التجاء اور درخواست کرو، لیکن جو حاجت ہے، اُس کا ذکر نہ کرو۔

پہلی قسم، دوسری قسم سے زیادہ بہتر و زیادہ کامل ہے، اور دوسری قسم، تیسری سے زیادہ اچھی اور

کامل تر ہے۔ جس دعا میں یہ تینوں باتیں جمع ہوجائیں، وہ ان میں سب سے زیادہ کامل و جامع طریقہ دعا ہے۔"

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ تینوں باتیں پائی جاتی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں میں بھی یہ تینوں خوبیاں یکجا موجود ہیں، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور دعا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا"۔۔۔۔ "اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ہی ظلم ڈھایا ہے۔" یہ تو سائل کا حال ہے۔ پھر جس سے درخواست کی جارہی ہے، اس کی صفت کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے: "وَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"۔۔۔ "اور بے شک تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں۔" پھر فرمایا: "فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ"۔۔۔ "سو آپ اپنی طرف سے مجھے بخش دیجئے۔" اس جملے میں اپنی حاجت کا ذکر ہے، اور دعا کا خاتمہ دو اسماء حسنیٰ "غفور" اور "رحیم" پر کیا گیا جو مطلوب کے مناسب اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں، چنانچہ خاتمہ دعا میں کہا گیا ہے: "اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"۔۔۔ "بلاشبہ آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں۔"

لفظ "اَللّٰھُمَّ" سے دعاؤں کا آغاز:

اکثر و بیشتر دعاؤں کا آغاز "اَللّٰھُمَّ" کے لفظ سے ہوتا ہے۔ مشہور تابعی و نامور محدث ابو رجاء عمران بن ملحان عطاردیؒ المتوفی ۱۰۵ھ کا قول ہے کہ: "اَللّٰھُمَّ" کے لفظ میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے اسرار جمع ہیں۔ مشہور امام لغت نضر بن شمیل بصریؒ المتوفی ۲۰۳ھ فرماتے ہیں: "اَللّٰھُمَّ" اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء کا جامع ہے۔

دعا میں حضور قلب:

حکیم الامت حضرت تھانویؒ "مہمات الدعاء" میں رقمطراز ہیں:

"صرف زبانی دعا کہ آموختہ سا رٹنا ہوا پڑھ دیا، نہ خشوع نہ خشیت، نہ دل میں اپنی عاجزی کا تصور، یہ خالی از معنی دعا کیا ہوئی؟"

دعا میں جب تک کہ پورے طور پر قلب کو حاضر نہ کرے گا اور عاجزی اور فروتنی کے آثار اس پر نمایاں نہ ہوں گے، ایسی دعا، دعا نہیں خیال کی جاسکتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قلب کی حالت کو دیکھتے ہیں۔

یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ حصول مقصد کے لئے موقع و محل کے اعتبار سے صحیح تدبیر اختیار کرنا لازمی امر ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاری بھی کی اور دعا بھی مانگی، اس طرح ہر مسلمان کے لئے زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان دونوں باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اس زمانے میں خواتین اور مرد سب ہی تعویذ گنڈوں کے چکر میں ہزاروں روپے لوگوں کو دیتے ہیں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پیر فقیر یہ کہہ کر چھوٹ جاتے ہیں کہ ہم نے توڑ کیا تھا، اس نے پھر جادو کر دیا۔ اس طرح ساری عمر اور وقت بھی ضائع کرتے اور رقم بھی برباد کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات اور موقع محل کی دعا اور ذکر سے گریز کا ہے جو بنی نوع انسان کی گوناگوں پریشانیوں سے نجات کے لئے ہے۔

ان اذکار اور دعاؤں سے ان شاء اللہ پریشانیوں سے نجات بھی حاصل ہوگی اور اجر و ثواب بھی ملے گا اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے بندگی کا رشتہ بھی بندھا رہے گا، بلکہ تعلق و رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہے گا اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگا۔ مسلمان کی یہی سب سے بڑی آرزو اور کامیابی ہے۔ ☆☆

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء۔۔۔ قادیانیوں اور مرزائیوں کو اپنی سازشوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا

کراچی (پ ر) ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جس دن پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہوا، قادیانیوں اور مرزائیوں کو اپنی سازشوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور پوری قوم نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے "یوم تحفظ ختم نبوت" کے حوالہ سے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور آپ کی ختم نبوت کا جھنڈا بلند ہوا۔ آپ کے تاج ختم نبوت کو چھیننے والوں اور آپ کی قبائے نبوت کو نوچنے والوں کا منہ کالا ہوا۔ آج کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور غلاموں کی قربانیاں رنگ لائیں، عالم اسلام میں پاکستان کا وقار بلند ہوا اور تمام دنیا پر آشکارا ہوا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور مسلمانوں میں اتنی ہمت و طاقت ہے کہ وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، حرمت اور عزت کے لئے ہر قربانی اور جرأت مندانہ اقدام کر سکتے ہیں۔ انہوں نے علماء کرام اور خطباء عظام پر زور دیا کہ وہ عوام الناس خصوصاً نوجوان نسل کو اس تاریخ ساز فیصلہ اور اس کے روشن لمحات سے آگاہ کریں اور "یوم تحفظ ختم نبوت" بھرپور جوش و خروش سے منایا جائے۔

۷ستمبر... ایک عظیم تاریخ ساز دن

جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور آپ کی ختم نبوت کا جھنڈا بلند ہوا

مفتی خالد محمود (نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال)

گزشتہ سے پیوستہ

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث شروع ہوئی اور جس طرح کہ طے کیا گیا تھا کہ مرزائی اور لاہوری پارٹی کے بیانات تحریراً لیے جائیں گے اور انہیں زبانی بھی اپنی صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ اس کے مطابق قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں نے اپنے محضرنامے قومی اسمبلی میں علیحدہ علیحدہ پیش کیے، ان کے جواب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی ”قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف“ کے نام سے اپنا تفصیلی موقف پیش کیا۔ حضرت بنوری رحمہ اللہ کی قیادت میں یہ موقف دو حصوں پر مشتمل تھا، ایک حصہ مذہبی مباحث پر مشتمل تھا، جسے مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے مرتب کیا، دوسرا حصہ قادیانی سیاست اور ان کے عزائم کے بارے میں تھا جسے مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مرتب کیا، اور ان دو حضرات کی معاونت کرتے ہوئے مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا محمد حیات، مولانا تاج محمود اور مولانا عبدالرحیم اشعر نے حوالہ جات کی ترتیب وتدوین کا کام کیا۔ دن میں جتنا کام مرتب کیا جاتا، حضرت سید نفیس شاہ صاحب الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی کتابت کراتے، جتنا حصہ لکھا جاتا حضرت مولانا مفتی محمود، چوہدری ظہور الٰہی اور مولانا شاہ احمد نورانی اسے سن لیتے اور مناسب ترمیم واضافہ کے بعد اسے پریس بھیج دیا جاتا، اس طرح امت اسلامیہ کا ایک مکمل اور مدلل موقف سامنے آگیا، یہ کتاب قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں تقسیم کی گئی، مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قومی اسمبلی میں پڑھ کر سنایا۔ اسی موقف میں اصولی طور پر قادیانی اور لاہوری گروپ کی طرف سے پیش کیے گئے محضرنامے کے جوابات آگئے تھے لیکن باقاعدہ شق وار جواب کی سعادت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی اور انہوں نے علیحدہ علیحدہ مستقل دونوں محضرناموں کے جوابات تحریری طور پر اسمبلی میں پیش کئے۔ یہ دونوں جوابات احتساب قادیانیت جلد ۱۵ میں شائع ہوچکے ہیں۔

قادیانی اور لاہوری گروپ نے صرف تحریری طور پر ہی اپنا موقف پیش نہیں کیا بلکہ انہیں زبانی بھی اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا، چنانچہ قادیانی گروپ کی طرف سے قادیانیوں کا سربراہ مرزا ناصر احمد قومی اسمبلی میں پیش ہوا، 5 سے 10 راگست اور 20 سے 24 راگست تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد کا بیان، اس سے سوالات وجوابات اور اس پر جرح ہوئی ان گیارہ دنوں میں 42 گھنٹے مرزا ناصر پر جرح ہوئی۔ لاہوری پارٹی کی طرف سے ان کے سربراہ مسٹر صدر الدین پیش ہوئے 27، 28 راگست کو ان کا بیان ہوا اور ان پر 7 گھنٹے جرح ہوئی، صدر الدین چونکہ کافی بوڑھے تھے پوری طرح بات بھی سننے کی قوت نہیں رکھتے تھے، اس لیے ان کا بیان میاں عبدالمنان عمر کے وسیلے سے ہوا۔

گواہوں پر جرح اور ان سے سوالات کے لیے اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو متعین کیا گیا انہوں نے پوری قومی اسمبلی کی اس سلسلہ میں معاونت کی اور بڑی محنت وجانفشانی سے اپنی ذمہ داری کو نبھایا۔ قومی اسمبلی کے ممبران اپنے سوالات لکھ کر اٹارنی جنرل صاحب کو دیتے تھے اور وہ سوالات کرتے تھے، اس سلسلہ میں مفتی محمود، مولانا ظفر احمد انصاری اور دیگر حضرات نے اٹارنی جنرل کی معاونت کی۔

قومی اسمبلی میں اگرچہ قادیانی مسئلہ پر بحث ومباحثہ جاری تھا، ادھر اسمبلی سے باہر پوری قوم مسئلہ کے حل کرانے کے لیے متحد تھی اور تحریک زور وشور سے جاری تھی، تحریک کے قائدین کو اپنے موقف کی صداقت پر کامل یقین تھا۔ ان کے عزائم بلند تھے لیکن ان کے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ اس مسئلہ کو حکومت کی طرف سے بلاوجہ طول نہ دے دیا جائے اور تحریک جو پرامن طریقے سے جاری ہے کہیں کسی مرحلہ پر تشدد کا راستہ اختیار نہ کرلے کیوں کہ حکومت اور مخالفین کی طرف سے مسلسل منافرت آمیز بیانات کا سلسلہ جاری تھا اور حکومت بظاہر تحریک کو کچلنے یا اسے طول دے کر ٹال مٹول سے کام لینے پر تلی ہوئی تھی اس لیے مجلس عمل کے قائدین نے وزیر اعظم بھٹو صاحب پر دباؤ ڈالا کہ وہ فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کردیں۔ چنانچہ بھٹو صاحب جو سرکاری مصروفیات کے سلسلہ میں کوئٹہ گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے اپنی پارٹی کے راہنماؤں سے مشورہ کیا اور ۲۴ راگست کو اعلان کرتے ہوئے فیصلہ کی تاریخ ۷ رستمبر مقرر کردی گئی۔

۷ رستمبر کو رات کے اجلاس کی روشنی میں قومی،

اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا بند کمرے میں اجلاس ہوا جس میں کمیٹی کی سفارشات کو آخری اور حتمی شکل دی گئی اور قرارداد اور ترمیمی بل کا مسودہ متفقہ طور پر تیار کیا گیا۔

اسی روز خصوصی کمیٹی کے اجلاس کے بعد قومی اسمبلی کا کھلے ایوان میں اجلاس ہوا، اجلاس کا آغاز ساڑھے چار بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد وزیر قانون مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی سفارشات پر مشتمل قرارداد پیش کی جو اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی۔

اس تاریخی قرارداد کا متن درج ذیل ہے:

”قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں:

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش کرنے، یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ، اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام، لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہیں:

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترامیم کی جائے:

(اول) دفعہ ۱۰۶ (۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعہ غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح: کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے، وہ دفعہ ھذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ، ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد، ۱۹۷۴ء میں منتخبہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس قرارداد پر عبدالحفیظ پیرزادہ، مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہی، سردار مولا بخش سومرو کے دستخط تھے بعد میں مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر دستخط کیے۔

قرارداد پیش کرنے سے پہلے مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے مختصر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ خصوصی کمیٹی کے اجلاسوں میں پورا پورا اتفاق رائے رہا کچھ مشکلات پیدا ہوئیں ان کا تعلق زیادہ تر طریقہ کار سے تھا، اسی دوران وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ایوان میں داخل ہوئے۔

قرارداد کی منظوری کے بعد وزیر قانون نے آئین میں ترمیم کا بل پیش کیا۔ جو دونوں ایوانوں سے منظوری کے بعد آئین کا حصہ بنا۔ اس پر اسپیکر نے پیرزادہ صاحب سے اس بل پر تقریر کرنے کے لیے کہا، پیرزادہ صاحب نے صرف اتنا کہا کہ وہ اس بل پر ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں کریں گے کیونکہ یہ بل قومی اسمبلی کی پوری کمیٹی کا متفقہ بل ہے اس کے بعد اسپیکر صاحب نے قائد حزب اختلاف مفتی محمود کو اظہار خیال کی دعوت دی، مفتی محمود صاحب نے کہا کہ میں اور میرے رفقاء اس بل کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور اس صورت حال میں کوئی تفصیلی تقریر میں ضروری نہیں سمجھتا۔ اس موقع پر مولانا غلام غوث ہزاروی نے بھی اس بل کی حمایت اور تائید کی، اس کے بعد اسپیکر قومی اسمبلی نے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ اس تاریخی بل کا متن یہ ہے:

وزیر اعظم کی تقریر کے بعد بل کی خواندگی کا تیسرا مرحلہ شروع ہوا اور وزیر قانون نے بل منظوری کے لیے ایوان کے سامنے پیش کر دیا تاکہ ہر رکن قومی اسمبلی اس پر تائید یا مخالفت میں رائے دے۔ رائے شماری کے بعد اسپیکر قومی اسمبلی نے پانچ بج کر باون منٹ پر اعلان کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کے حق میں ایک سو تیس ووٹ آئے ہیں جبکہ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں ڈالا گیا اس طرح قومی اسمبلی میں یہ آئینی ترمیمی بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا۔ لیکن ابھی ایک دستوری مرحلہ باقی تھا چنانچہ اسی روز شام ساڑھے سات بجے ایوان بالا (سینیٹ) کا اجلاس ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ اور سات بج کر پچاس منٹ پر وزیر قانون نے اسمبلی کا منظور شدہ بل منظوری کے لیے ایوان بالا میں پیش کیا۔ دستوری مراحل سے گزرتے ہوئے اس بل پر یہاں بھی رائے شماری ہوئی، رائے شماری کے بعد سینیٹ کے چیئرمین

جناب حبیب اللہ خان نے آٹھ بج کر چار منٹ پر اعلان کیا کہ بل کی حمایت میں اکتیس ووٹ آئے ہیں یہاں بھی مخالفت میں کوئی ووٹ نہیں ڈالا گیا اس طرح ملک کے دونوں ایوانوں نے متفقہ طور پر بل منظور کر کے آئین میں ترمیم کی اور اس ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کے کفر پر مہر ثبت کر دی۔

عام طور پر جمہوری حکومتوں اور اداروں میں اس طرح کے فیصلے کثرت رائے سے ہوتے ہیں، لیکن یہ فیصلہ ایسا تھا کہ دونوں ایوانوں میں مکمل اتفاق رائے سے طے پایا اور مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں آیا۔ اس طرح کی مثال دوسرے کسی فیصلہ میں شاید ہی مل سکے۔

اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جتنی خوشی اور مسرت قوم کو اس فیصلہ سے ہوئی شاید ہی کسی موقع پر اتنی خوشی حاصل ہوئی ہو۔ مجلس کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے وزیراعظم، حکومت، اراکین اسمبلی اور پوری قوم کو مبارکباد پیش کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس طرح یہ تحریک ختم نبوت جس کی بنیاد 29 رمئی 1974ء کو ربوہ اسٹیشن پر ہونے والا حادثہ بنا تھا، 7 رستمبر 1974ء کی شام کو نتیجہ خیز ثابت ہو کر کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر جو بیان دیا تھا اس کا ایک اقتباس نقل کر کے اپنا مضمون ختم کرتا ہوں:

”قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا بہت ہی عظیم برکات کا کارنامہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکروں کا مسلمانوں کے حق میں ایک ناسور تھا۔ بلکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی بے تاب تھی۔ قادیانی مسئلہ کے حل پر جہاں تمام ممالک کی جانب سے تہنیت و مبارک باد کے پیغامات آئے وہاں منامات و مبشرات کے ذریعہ عالم ارواح میں اکابر امت اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت و بہجت بھی محسوس ہوئی۔ منامات کی حیثیت مبشرات کی ہے۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ بہرحال قادیانی ناسور کے علاج سے نہ صرف زندہ بزرگوں کو مسرت ہوئی بلکہ جو حضرات دنیا سے تشریف لے گئے، معلوم ہوتا ہے انہیں بھی اس سے بے حد و پایاں خوشی ہوئی۔“

”مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمارا مشن پورا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ یہ تو اس کا نقطۂ آغاز ہے۔ اصل کام جو ہمارے کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ کسی مادی غرض یا کسی غلط فہمی کی بناء پر اس مرزائیت سے وابستہ ہوئے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن ختم نبوت میں لانے کے لئے محنت کی جائے۔ مرزائیوں نے عام طور پر مسلمانوں ہی کو شکار کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو پوری ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ جہنم سے نکالنے کی فکر کی جائے۔ پاکستان کے اندر اور باہر جس قدر لوگ مرتد ہوئے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دعوت دی جائے۔ غرض مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دینا اصل مقصد نہیں تھا۔ بلکہ انہیں داخل در اسلام کرنا اصل مقصد ہے۔“

(احتساب قادیانیت، جلد ۱۶، ص:۳۴۳، ۳۴۸)

ملک بھر کے علماء کرام، خطباء عظام اور ائمہ مساجد سے پُرزور اپیل ہے کہ ۷رستمبر ”یومِ تحفظ ختم نبوت“ منایا جائے

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں ملک بھر کے علماء کرام، خطباء عظام اور ائمہ مساجد سے پُرزور اپیل کی ہے کہ ۷رستمبر بروز جمعہ کو بھرپور طریقہ سے ”یوم تحفظ ختم نبوت“ کے طور پر منایا جائے۔ یاد رہے کہ ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو قائد عوام سابق وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے علماء کرام کی نوے سالہ جدوجہد کو سامنے رکھتے ہوئے عوام کے دیرینہ مطالبے کو عملی جامہ پہنانے کا تہیہ کیا۔ چنانچہ قادیانیوں کے دونوں گروہوں کے سربراہوں کے موقف پر تیرہ دن تک بحث و تمحیص کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ علماء کرام نے کہا کہ اس تاریخ ساز فیصلہ کی نسبت سے ۷رستمبر کو خطبہ جمعہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اس کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور اہل وطن کو قادیانیوں کے عقائد و نظریات، ان کی ارتدادی سرگرمیوں اور سازشوں سے آگاہ کیا جائے۔ علماء کرام نے قانون تحفظ ناموس رسالت کو تبدیل کرنے کے لئے امریکی دباؤ کی مذمت کرتے ہوئے اسے پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی بار بار اہانت ایک سوچی سمجھی اسکیم اور بیرونی سازش ہے، تاکہ پاکستان کے حکمرانوں پر دباؤ ڈال کر قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم کرایا جا سکے۔ انہوں نے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ اس بیرونی دباؤ کو یکسر مسترد کر دیا جائے اور پیپلز پارٹی کے بانی جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی دین اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے مثال مساعی اور قربانیوں کو ہرگز فراموش نہ کیا جائے۔

سانحہ ربوہ کی عدالتی رپورٹ شائع کیوں نہیں ہوتی؟

محمد متین خالد

پاکستان میں قادیانی جماعت کا مرکز ضلع چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار "ربوہ" (اب چناب نگر) کے نام سے آباد ہے۔ یہ جگہ فیصل آباد اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔ گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی واضح طور پر قادیانیوں کی طرف جھکاؤ رکھتا تھا۔ سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں کی سفارش پر ربوہ کی 1033 ایکڑ زمین (ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے) قادیانیوں کو 100 سالہ لیز پر دی گئی۔ یہ جگہ ان کے لئے حفاظتی نقطہ نظر سے بھی بہت اہم ہے۔ قادیانی ریاست کے لئے جگہ کا انتخاب کرتے وقت انہوں نے تمام اہم ممکنہ پہلوؤں کو پوری طرح مدنگاہ رکھا تھا۔ 20 ستمبر 1948ء کو اس شہر کا افتتاح قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے کیا۔ قادیانی قیادت نے حکومت سے لیز پر لی گئی اس اراضی کو ہزاروں رہائشی اور کمرشل پلاٹوں میں تقسیم کر کے اربوں روپے کمائے۔ ربوہ میں 1974ء سے پہلے کوئی مسلمان داخل نہ ہوسکتا تھا۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان ربوہ شہر میں داخل ہوتو اس کے پیچھے قادیانی سی آئی ڈی لگ جاتی ہے۔ اس سے نہ صرف پوچھ گچھ ہوتی ہے بلکہ اس کی تمام حرکات وسکنات کو مانیٹر کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ربوہ ایک ایسا واحد شہر ہے جہاں کوئی مسلمان اپنا مکان خرید سکتا ہے اور نہ وہاں قادیانیوں کی اجازت کے بغیر رات قیام کرسکتا ہے۔ حیرت ہے کہ جب کوئی قادیانی اسلام قبول کرتا ہے تو اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے کے بعد اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسے یہ بھی حق حاصل نہیں کہ وہ پوری زندگی کی جمع پونجی سے بنائے گئے اپنے مکان کو فروخت کر سکے، کیونکہ وہاں کی ساری زمین قادیانی انجمن کے نام رجسٹرڈ ہے۔

سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر ربوہ ریلوے سٹیشن پر قادیانی قیادت کے ایما پر بے پناہ تشدد کیا گیا جب وہ شمالی علاقہ جات کی سیر کے بعد واپس ملتان جارہے تھے۔ ان طلبہ کا قصور یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے 22 مئی کو پشاور جاتے ہوئے ربوہ ریلوے سٹیشن پر قادیانی لٹریچر لینے سے انکار کیا اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے تھے۔ اس کی پاداش میں، واپسی پر ان کی گاڑی خلاف ضابطہ روک کر طلبہ پر ظلم وتشدد کا ہر نیا طریقہ آزمایا گیا جس سے 30 طلبہ شدید زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کا پورے ملک میں زبردست ردعمل ہوا۔ دینی جماعتوں کی اپیل پر پاکستان کے مختلف شہروں میں ہڑتالوں اور پرجوش مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ چنانچہ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں اپوزیشن نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ایک قرارداد پیش کی۔

31 مئی 1974ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے نے ربوہ ریلوے اسٹیشن کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس خواجہ محمد احمد صمدانی پر مشتمل یک رکنی ٹریبونل کا اعلان کیا۔ حکومت پنجاب کے مقرر کردہ ٹریبونل کے دائرہ کار میں یہ بات شامل تھی کہ وہ ربوہ ریلوے اسٹیشن کے واقعہ اور اس سے متعلقہ دوسرے معاملات کی تحقیقات کے بعد یہ بتائے گا کہ اس سانحہ کی انفرادی اور اجتماعی طور پر ذمہ داری کن پر عائد ہوتی ہے۔ ٹریبونل مجرموں کے خلاف مناسب کارروائی کی سفارش بھی کرے گا اور اپنی رپورٹ جتنی جلدی ممکن ہوگا، پیش کرے گا۔ پنجاب حکومت کے ایک ہینڈ آؤٹ کے مطابق لاہور ہائی کورٹ کی معائنہ ٹیم کے رکن مسٹر خضر حیات، ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مسٹر عبدالستار نجم اور جناب کمال مصطفیٰ بخاری اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب تحقیقات کے سلسلہ میں ٹریبونل کی معاونت کریں گے۔

یکم جون 1974ء کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے عوام سے اپیل کی کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے امن وامان قائم رکھیں۔ تمام شہریوں کو صمدانی تحقیقاتی رپورٹ کا انتظار کرنا چاہئے۔ یہ رپورٹ موصول ہونے پر شائع کر دی جائے گی۔ جسٹس کے ایم اے صمدانی نے تحقیقاتی ٹریبونل کا نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد فوری طور پر اس سانحہ کی تحقیقات شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں وقوعہ کے روز ڈیوٹی پر متعین ریلوے اسٹیشن کے عملے اور میڈیکل کالج کے طلبہ اور اسٹاف وغیرہ کو نوٹس بھیجے گئے کہ وہ آکر اپنے بیان ریکارڈ کروائیں۔ اس کے

علاوہ عام افراد سے بھی کہا گیا کہ وہ اپنا بیان زبانی یا تحریری طور پر ٹریبونل کے روبرو پیش کر سکتے ہیں۔

عدالت میں ہائی کورٹ بار کے درج ذیل ارکان، مختلف تنظیموں کی وکالت کے لئے موجود تھے۔ جماعت اسلامی کی طرف سے مسٹر ایم انور اور ایم اے رحمان ایڈووکیٹ، مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے قاضی محمد سلیم ایڈووکیٹ، قادیانی محاسبہ کمیٹی اور پاکستان اتحاد پارٹی کی طرف سے رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ، ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن وکلا کی رابطہ کمیٹی کی طرف سے محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ اور چوہدری نذیر احمد خاں ایڈووکیٹ، حکومت پنجاب کی طرف سے مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل اور قادیانی جماعت کی طرف سے اعجاز حسین بٹالوی ایڈووکیٹ اور مسٹر بشیر احمد ایڈووکیٹ پیش ہوئے۔

سب سے پہلے 8 جون کو چناب ایکسپریس کے گارڈ نذیر احمد خاں کا بیان ریکارڈ ہوا جس میں اس نے کہا کہ واقعہ کے روز ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر حملہ کرنے والے شرپسندوں کی تعداد 500 کے قریب تھی۔ وہ چھرے کی پیٹیوں، آہنی پائپوں، ہنٹروں، لاٹھیوں اور ہاکیوں سے مسلح تھے۔ وہ نہتے طلبہ پر وحشیانہ تشدد کر رہے تھے اور انہیں کان پکڑنے اور معافی مانگنے پر مجبور کر رہے تھے جبکہ طلبہ بچاؤ بچاؤ کا شور کر رہے تھے۔ پلیٹ فارم پر ہر طرف خون ہی خون تھا۔ فاضل عدالت کے استفسار پر گواہ نے بتایا کہ قادیانی شرپسندوں کی ایک کثیر تعداد احمدیت زندہ باد، محمدیت مردہ باد اور مرزا غلام احمد کی جے کے نعرے لگا رہی تھی جبکہ برقع پوش نوجوان لڑکیاں تالیاں بجا کر حملہ آوروں کی حوصلہ افزائی کر رہی تھیں۔ گواہ نمبر 4 صدیق احمد اسپیشل ٹکٹ ایگزامنر نے ٹریبونل کے روبرو اپنی شہادت قلم بند کرواتے ہوئے کہا کہ حملہ آور ایک طالب علم محمد حسن محمود پر شدید تشدد کر رہے تھے جس کے جسم پر سوائے قمیض کے کوئی کپڑا نہ تھا۔ وہ زخموں سے بری طرح چور ہو کر رو رہا تھا۔ اُس کے سر، کان اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اُس کے دانت ٹوٹ چکے ہیں۔ ایک حملہ آور نے اسے کہا کہ کیا تم مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہو، طالب علم نے جواب دیا نہیں، اس پر اسے ہنٹروں سے مارا گیا جس پر وہ نیم بیہوش ہو گیا اُس نے پانی مانگا تو ان حملہ آوروں میں سے ایک نے کہا کہ اس کے منہ میں پیشاب کرو۔ ٹریبونل کے روبرو اس دلدوز اور غیر انسانی واقعہ کی کئی چشم دید گواہوں نے تصدیق کی۔ گواہ کے اس بیان پر عدالت میں موجود ہر شخص قادیانیوں کے اس غیر انسانی رویے پر رنج وغم میں ڈوب گیا۔ 16 جون کو اسٹیشن ماسٹر ربوہ مرزا عبدالسمیع قادیانی نے اپنے بیان پر جرح کے دوران اعتراف کیا کہ قادیانی جماعت کا ایک تبلیغی مشن اسرائیل کے شہر حیفہ میں بھی کام کر رہا ہے۔ ایک طالب علم ارباب عالم نے اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ ہمیں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانی لٹریچر نہ لینے پر شدید زدوکوب کیا۔ قادیانی حملہ آور لاٹھیوں، ہاکیوں، ہنٹروں اور ریوالوروں سے مسلح تھے۔ ہماری علیحدہ بوگی تھی۔ ہر طالب علم کو آٹھ آٹھ، دس دس غنڈوں نے جی بھر کر مارا۔ ایک طالب علم، رفعت حیات بیمار تھا جو برتھ پر لیٹا ہوا تھا۔ حملہ آوروں نے اسے گاڑی سے نیچے پھینکا اور اسے ننگا کرنے کی کوشش کی۔ تمام طالب علموں پر خوف طاری تھا۔ جب ہم لائل پور (فیصل آباد) اسٹیشن پہنچے تو ضلعی حکام سٹیشن پر موجود تھے۔ 30 طالب علم شدید زخمی تھے۔ انہیں سٹریچر پر ڈال کر برآمدہ میں لایا گیا۔ وہاں طالب علموں کو فرسٹ ایڈ دی گئی۔ پلیٹ فارم پر کئی ڈاکٹر طلبہ کے علاج ومعالجہ کے لئے موجود تھے۔ جن میں ایک معروف قادیانی ڈاکٹر ولی بھی تھا، طلبہ نے اس سے علاج کروانے سے انکار کر دیا جس پر حکام نے انہیں واپس بھیج دیا۔

ایک سابق قادیانی صالح نور نے ٹریبونل کے روبرو اپنا بیان قلم بند کرواتے ہوئے قادیانیوں کے بارے میں سنسنی خیز انکشافات کرتے ہوئے کہا کہ ربوہ میں جو شخص قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرتا ہے۔ اسے بیوی، بچوں اور مکان سے محروم کر کے ربوہ سے زبردستی نکال دیا جاتا ہے۔ سوشل بائیکاٹ کے ذریعے ان کی زندگی اجیرن کر دی جاتی ہے۔ مخالفت پر اسے قتل کر دیا جاتا ہے جس کا مقدمہ بھی درج نہیں ہوتا۔ ٹریبونل کے روبرو روزنامہ نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی نے بھی اپنا بیان ریکارڈ کرواتے ہوئے کہا کہ تحریک ختم نبوت کو سبوتاژ کرنے کے لئے حکومت نے کئی منفی ہتھکنڈے استعمال کیے جن میں ایک فرضی تنظیم "انجمن فدایان رسول" کی طرف سے فرضی اور غیر اخلاقی اشتہار کی اشاعت بھی ہے، جسے میں نے اپنے روزنامہ میں شائع کرنے سے روک دیا۔ حالانکہ اس اشتہار کی اشاعت سے ادارے کو 4 ہزار روپے (آج کے لاکھوں روپے) ملتے۔ لیکن میں نے دینی غیرت وحمیت میں ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ہفت روزہ چٹان کے مدیر آغا شورش کاشمیری نے بھی ٹریبونل میں اپنا بیان ریکارڈ کروایا اور نہایت اہم انکشافات کیے۔ 18 جون 1974ء کو ٹریبونل کے روبرو قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر گواہ نمبر 48 کے طور پر پیش ہوا۔ اس نے جسٹس کے ایم اے صمدانی کے ایک سوال کے جواب میں تسلیم کیا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ سانحہ ربوہ کے بارے میں پوچھے گئے کئی سوالوں کے جواب میں مرزا ناصر نے غلط بیانی سے کام لیا جس پر جسٹس صمدانی نے اپنی شدید حیرت کا اظہار کیا۔

20 جولائی 1974ء کو جسٹس صمدانی ربوہ

(چناب نگر) گئے تا کہ جائے وقوعہ کا معائنہ کر سکیں۔ فاضل تحقیقاتی جج کے ہمراہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل مسٹر کمال مصطفیٰ بخاری اور دوسرے وکلاء مسٹر اعجاز بٹالوی، مسٹر ایم اے رحمٰن، مسٹر عاصم جعفری، مسٹر خاقان بابر، مسٹر فرخ امین اور مسٹر ایم۔ڈی طاہر تھے۔ جسٹس صمدانی نے صبح 7:55 پر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے کے فوراً بعد اسٹیشن کی جنوب مشرقی سمت میں پلیٹ فارم کے اس مقام کا معائنہ کیا جہاں محلّہ دارالرحمت کی جانب سے حملہ آوروں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کی بوگی پر حملہ کیا تھا، جو پلیٹ فارم سے کم و بیش 50 گز پیچھے روک لی گئی تھی۔ بعد ازاں تحقیقاتی جج نے ریلوے اسٹیشن سے قریباً ڈیڑھ فرلانگ دور چوہدری ظفر اللہ خاں کی کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ٹریبونل کے روبرو بعض گواہوں نے بیان دیا تھا کہ اس کوٹھی میں موجود بعض افراد نے حملہ کی ترغیب دی تھی۔ بعد ازاں ٹریبونل نے جامع نصرت ڈگری کالج کے ریلوے اسٹیشن کی جانب کھلنے والے گیٹ کا معائنہ کیا جس کے بارے میں سماعت کے دوران ٹریبونل کو بتایا گیا تھا کہ اس گیٹ کے قریب مرزا منصور جیپ پر کھڑے حملہ آوروں کو نشتر کالج کے طلباء پر حملہ کے لئے اشتعال دلا رہے تھے۔ اس موقع پر جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں، وہ نہایت چشم کشا ہیں:

جسٹس صمدانی کی آمد پر ائیر مارشل ظفر چوہدری قادیانی کی قیادت میں سرگودھا ائیر بیس سے اڑنے والے پاک فضائیہ کے 3 طیارے گھن گرج کے ساتھ فضا میں نمودار ہوئے، انہوں نے انتہائی نیچی پرواز کی اور قلابازیاں کھاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ نجانے وہ کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟

ربوہ شہر میں تمام سرکاری اور نجی دفاتر میں جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کی تصاویر آویزاں تھیں۔ البتہ قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبالؒ کی تصویر کہیں بھی آویزاں نہ تھی۔ ربوہ میں کہیں بھی پاکستان کا پرچم نظر نہ آیا۔ اس کے برعکس قصر خلافت پر قادیانی جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا ”لوائے احمدیت“ لہرا رہا تھا۔ ناظر امور عامہ (وزیر داخلہ) کے دفتر کے معائنہ کے دوران جب ریکارڈ اور فائلیں دیکھی گئیں تو بتلایا گیا کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آخری فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔ ٹریبونل نے ربوہ کی پولیس چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کسی جرم کی رپورٹ یا ایف آئی آر درج نہیں۔ اس موقع پر تھانہ ”لالیاں“ کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہمارا نظام محکمہ ”ربوہ“ کا مرہون منت ہے۔ ہم بوجوہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتے۔ ربوہ کی بیشتر عمارات پر قادیانی پرچم لہراتے ہوئے دیکھا گیا۔ ربوہ شہر کی دیواروں پر ”غلام احمد کی جے“، احمدیت زندہ باد اور God is coming by His army ایسے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد جسٹس صمدانی نے قادیانیوں کی نام نہاد جنت اور دوزخ دیکھی۔ یہ دراصل دو قبرستان ہیں۔ عرف عام میں چار دیواری کے اندر واقع قبرستان کو جنت اور باہر عام قبرستان کو دوزخ کہا جاتا ہے۔ جو قادیانی اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کا 20 فیصد قادیانی جماعت کو دینے کی وصیت کرے، وہ قادیانی ”جنت“ میں دفن ہوتا ہے اور جو قادیانی ایسی کوئی وصیت نہ کرے، وہ ”دوزخ“ میں دفن ہوتا ہے۔ جب جسٹس صمدانی قادیانی خلیفہ مرزا محمود اور نصرت بیگم کی قبروں پر گئے تو ان پر لگے ہوئے کتبہ پر لکھی ہوئی درج ذیل عبارت دیکھ کر بے حد حیران ہوئے:

”ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود: ”جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے کر جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے، اس لئے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔“

صحافیوں نے جسٹس صمدانی سے کہا کہ مرزا محمود کی وفات کے وقت بھی قادیانی اس کی لاش قادیان لے جا سکتے تھے۔ اس سلسلے میں قادیانی قیادت اگر درخواست کرتی تو بھارت اور پاکستان کی دونوں حکومتیں بخوشی اس کی اجازت دے دیتیں۔ لیکن یہ میتوں کا موزوں وقت پر قادیان لے جانا، چہ معنی دارد؟ اس ”موزوں وقت“ سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ جسٹس صاحب کو بتایا گیا کہ اس کی بنیاد مرزا محمود کے وہ بیانات ہیں جو قادیانی روزنامہ ”الفضل“ میں شائع ہوئے تھے، مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا:

”ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے، اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اس نے احمدیت کے لئے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک سٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تا ملک کے حصے بخرے نہ ہوں بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ مگر اس کے نتائج بھی بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تا احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے چنانچہ اس رویا میں اسی طرف

اشارہ ہے ممکن ہے عارضی طور پر افتراق پیدا ہو، اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔"

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 5 اپریل 1947ء صفحہ 3)

قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے مزید کہا:

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے، بسا اوقات عضو ماؤف کو ڈاکٹر کاٹ دینے کا بھی مشورہ دیتے ہیں لیکن یہ خوشی سے نہیں ہوتا بلکہ مجبوری اور معذوری کے عالم میں اور صرف اسی وقت جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اور اگر پھر یہ معلوم ہو جائے کہ اس ماؤف عضو کی جگہ نیا لگ سکتا ہے تو کون جاہل انسان اس کے لئے کوشش نہیں کرے گا۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔"

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1947ء صفحہ 2)

اسی طرح قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لندن کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

"اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔" (ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء، جلد 39 شمارہ 31)

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانی آزادی سے پہلے پاکستان کے کھلے دشمن تھے اور پاکستان بننے کے بعد بھی وہ اس کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتے۔ مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی بھیانک سازشوں کے بین ثبوت ہیں۔ اس سے بڑی غداری اور بغاوت اور کیا ہو سکتی ہے۔ انھیں پڑھنے کے بعد ہر محب وطن پاکستانی کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ ہر قادیانی سب سے پہلے اپنی جماعت اور خلیفہ کا وفادار ہے، بعد میں کسی اور کا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پاکستان کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنا فرض پورا کر رہے ہیں تاکہ یہ جلد ختم ہو کر اکھنڈ بھارت بن جائے اور یوں ان کے خلیفہ کا خواب پورا ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ ہے پاک فوج کو قادیانیوں سے پاک کیا جائے کیونکہ وہ جہاد کے منکر ہیں جبکہ جہاد ہماری فوج کا موٹو ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت کے خلاف جنگ میں پاک فوج میں شامل قادیانی کیا کردار ادا کریں گے؟ اپنے کمانڈر کا حکم مانیں گے یا اپنے خلیفہ کا؟ قادیانی بتائیں کہ کیا مذکورہ بالا اقتباسات پاکستان سے غداری ہے یا حب الوطنی؟؟

ربوہ باقاعدہ ایک قادیانی اسٹیٹ ہے۔ وہاں ایوان صدر کے مقابلہ میں ایوان محمود، وزارت کے مقابلہ میں نظارت اور وزیر کے مقابلہ میں ناظر ہے۔ قادیانی ریاست میں قائم چند نظارتوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ نظارت علیا یعنی امور اعلیٰ، نظارت امور عامہ، نظارت امور خارجہ، نظارت اصلاح و ارشاد، نظارت دیوان، نظارت بیت المال، نظارت تعلیم، نظارت ضیافت، نظارت صنعت و تجارت، نظارت زراعت، نظارت حفاظت مرکز، محکمہ قضا (عدالت)۔ ہر نظارت کے امور کی نگرانی متعلقہ ناظر کے ذمہ ہوتی ہے۔ ناظران کے اختیارات و فرائض اور ان کے تقرر اور برخاست کا آخری اختیار قادیانی خلیفہ کے پاس ہوتا ہے۔ ان سب نظارتوں میں تین بہت اہم نظارتیں ہیں جن کے سربراہوں (ناظر) کے پاس بہت اختیارات ہوتے ہیں۔ ناظر اعلیٰ جسے قادیانی ریاست کا وزیراعظم بھی کہا جاتا ہے، کے پاس تمام محکمہ جات کے کاموں کی نگرانی ہوتی ہے اور وہ خلیفہ اور صدر انجمن احمدیہ (کابینہ) کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ قادیانی خلیفہ عموماً، ناظر اعلیٰ اس شخص کو مقرر کرتا ہے جس میں ذاتی رائے کا مادہ مفقود ہو اور وہ خلیفہ کے ہر جائز اور ناجائز حکم پر سر تسلیم خم کرے۔ ناظر امور عامہ کو عموماً وزیر داخلہ کہا جاتا ہے جس کے ذمہ امن و امان، فوجداری مقدمات، سزاؤں پر عملدرآمد، پولیس، حکومت اور پریس سے روابط قائم کرنا ہے۔ ناظر امور خارجہ کو عموماً وزیر خارجہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے ذمہ اندرون ملک اور بیرون ممالک خلیفہ ربوہ کی تبلیغی، سیاسی اور جوڑ توڑ کی کارروائیوں کے معاملات طے کرنا ہے۔

قادیانیوں نے اپنے سیاسی غلبہ کے لئے جو منصوبہ تشکیل دیا ہے، اس منصوبے کی تکمیل کے لئے وہ جس طرح اپنے آپ کو منظم کیے ہوئے ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ جس پیمانے پر کثیر سرمایہ خرچ کر رہے ہیں، اسے دیکھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں اس گروہ نے ریاست کے اندر اپنی ایک الگ ریاست قائم کر رکھی ہے جس سے حکومت کی رٹ بھی چیلنج ہوتی ہے۔ قادیانیوں کی یہ ریاست بظاہر غیر مرئی ہے مگر حقیقتاً بڑی طاقتور ہے۔ اس ریاست کی تنظیم اور اس کے کام کی تکنیک یہودیوں کی عالمی تنظیم "فری میسن" سے ملتی جلتی ہے۔ قادیانیوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنے آپ کو سات بڑی تنظیموں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ یہ دراصل ربوہ کی غیر مرئی ریاست کے سات بڑے محکمے ہیں۔

(1) صدر انجمن احمدیہ ربوہ، (2) تحریک

جدید، (3) وقف جدید، (4) انصار اللہ، (5) لجنۃ اماء اللہ، (6) اطفال الاحمدیہ و ناصرات الاحمدیہ، (7) خدام الاحمدیہ: یہ قادیانیوں کی سب سے اہم تنظیم ہے۔ جس کا دائرہ کار قصر ربوہ سے اعلیٰ حکومتی حلقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی کمان براہ راست قادیانی خلیفہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو اپنے حکم پر ناظر امور عامہ کے ذریعے عمل کرواتا ہے۔ یہ تنظیم چناب نگر (ربوہ) میں دہشت کی علامت ہے۔ قادیان اور ربوہ میں خلافتی نظام کی کامیابی کے لئے یہ تنظیم طاقت کے استعمال سے کام لیتی ہے۔ اس تنظیم کے اراکین ہر وقت جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوتے ہیں۔ روزانہ صبح باقاعدگی سے فوجی انداز میں پریڈ کرکے اپنے آپ کو چاق و چوبند رکھتے ہیں، کوڈ ورڈز (Code Words) میں اپنے خفیہ پیغامات ایک دوسرے کو منتقل کرتے ہیں۔ اس تنظیم میں شامل نوجوانوں کو کمانڈوز کی طرز پر فائرنگ، نشانہ بازی اور تشدد کے جدید گر سکھائے جاتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ دراصل فرقان بٹالین (قادیانی فوجیوں کی ایک جداگانہ تنظیم) کو توڑنے کے بعد قائم کی گئی اور بٹالین کے تمام فوجی خدام الاحمدیہ میں آ گئے۔ اس کے علاوہ ربوہ سے قادیانیوں کے کئی ایک اخبارات و رسائل باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں جن میں اسلام اور پاکستان کے خلاف مسلسل زہر اگلا جاتا ہے۔ قادیانیوں کے اس تنظیمی ڈھانچے پر نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ گروہ صرف ''امت کے اندر امت'' ہی کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ یہ مذہبی لبادے میں ریاست کے اندر ریاست عملاً قائم کیے ہوئے ہے جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے سرکاری ملازمین اور قومی اور ملکی وسائل کے بے دریغ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال ایک ارب روپے سے زائد صرف کررہا ہے۔

سانحہ ربوہ ٹریبونل نے 70 کے قریب اہم افراد کی شہادتیں قلمبند کیں۔ بعض لوگوں نے بذریعہ ڈاک اپنے تحریری بیانات ارسال کیے۔ 3 اگست 1974ء کو سانحہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل نے اپنی سماعت مکمل کر لی اور اعلان کیا کہ ٹریبونل 15 سے 20 اگست تک حکومت کو یہ رپورٹ پیش کر دے گا۔ چنانچہ 20 اگست 1974ء کو جسٹس صمدانی نے پنجاب سیکرٹریٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے سے ملاقات کی اور انہیں سانحہ ربوہ سے متعلق 112 صفحات پر مشتمل رپورٹ کی 3 مصدقہ کاپیاں پیش کیں۔ وزیر اعلیٰ نے جسٹس صمدانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ٹریبونل کی سفارشات پر پوری طرح عمل درآمد کرے گی اور یہ رپورٹ جلد شائع کی جائے گی۔ 23 اگست 1974ء کو وزیر اعلیٰ حنیف رامے نے یہ رپورٹ وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اسلام آباد میں پیش کی۔ افسوس یہ ہے کہ صمدانی ٹریبونل رپورٹ کی سفارشات پر عمل کیا گیا اور نہ ہی اس رپورٹ کو آج تک شائع کیا گیا۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ مضمون کے آخر میں آغا شورش کاشمیری کے درج ذیل 38 سالہ پرانے مطالبے کے ساتھ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ سانحہ ربوہ کی تحقیقاتی رپورٹ کو جلد از جلد شائع کیا جائے۔

''ہمیں ہائیکورٹ کے بعض ججوں کی رپورٹوں کے متعلق تلخ تجربہ ہے کہ جب ان کے مندرجات حکومتی مصلحتوں کے منافی ہوتے ہیں تو انہیں شائع نہیں کیا جاتا۔ یہ حوصلہ صرف انگریز ہی میں تھا کہ جب وہ کسی مسئلہ سے متعلق تحقیقاتی کمیشن قائم کرتا تو اس کی رپورٹ ضرور شائع کی جاتی۔ ہماری قومی حکومتوں نے شروع سے اب تک اس بارے میں عمدہ روایت قائم نہیں کی۔ واقعہ ربوہ سے ظاہر ہے کہ اس میں حکومت ملوث نہیں۔ الف اور ب کی تکرار ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس رپورٹ کو من وعن شائع کر دے تاکہ لوگ جان سکیں کہ جس واقعہ نے سارے ملک میں اس عظیم مسئلہ کو اٹھا دیا ہے، اس کی روداد کیا ہے؟ چونکہ ہائی کورٹ کے فاضل جج پر ہر جماعت کو اعتماد ہے۔ اس سے سب ہی حلقے اپنے متعلق اس سانحہ کی کتھا سننے کے لئے تیار ہیں۔ امید ہے کہ ہماری درخواست قبول کی جائے گی۔''

(ہفت روزہ چٹان لاہور 26 اگست 1974ء)

(روزنامہ اسلام کراچی، ۶ر ستمبر ۲۰۱۲ء)

اندرون سندھ یوم تحفظ ختم نبوت جوش وخروش سے منایا گیا

میر پور خاص، سندھ... (رپورٹ ابوارسلان) پورے ملک کی طرح اندرون سندھ میں بھی ۷ر ستمبر بروز جمعہ کو ''یوم تحفظ ختم نبوت'' منایا گیا۔ اس سلسلہ میں کراچی سے صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے خصوصی طور پر مدینہ مسجد شاہی بازار میر پور خاص میں جمعہ کے اجتماع میں خطاب کیا۔ اسی طرح ٹنڈو آدم میں علامہ احمد میاں حمادی، حیدر آباد میں مولانا توصیف احمد، مولانا عبدالسلام قریشی، خیر پور میرس میں مولانا تجمل حسین، سکھر میں مولانا محمد حسین ناصر، کنری عمرکوٹ میں مولانا امان اللہ، مولانا مختار احمد، گولارچی میں مولانا محمد ابراہیم صدیقی، مولانا حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی، ضلع بدین میں مولانا عبدالستار چاوڑا، مولانا حافظ زبیر احمد میمن، مولانا رمضان آزاد، میر پور خاص میں مولانا محمد علی صدیقی، مولانا حفیظ الرحمن فیض اور دیگر علمائے کرام نے یوم تحفظ ختم نبوت کی مناسبت سے بیانات کیے اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔

ایک وضاحت

عمار یاسر

سانحہ ربوہ کی عدالتی رپورٹ کے حوالے سے محترم محمد متین خالد صاحب نے تفصیلات سے قارئین اسلام کو آگاہ کیا ہے۔ تاہم احقر کو کچھ معروضات پیش کرنی ہیں۔ متین خالد صاحب نے لکھا ہے کہ جسٹس صمدانی کی آمد پر سرگودھا ایئر بیس سے پاک فضائیہ کے تین میراج طیاروں نے ایئر مارشل ظفر چوہدری (قادیانی) کی قیادت میں پرواز کرکے قلابازیاں کھائیں یعنی فلائی پاسٹ کیا، جو درست نہیں۔ دراصل ایئر مارشل ظفر چوہدری (قادیانی) کی قیادت میں ۶ میراج طیاروں نے ۳۱/ مارچ ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر فلائی پاسٹ کرکے مرزا ناصر احمد کو سلامی پیش کی تھی، جسٹس صمدانی کی آمد کے موقع پر نہیں۔ روزنامہ نوائے وقت یکم اپریل ۱۹۷۴ء نے تین کالمی خبر میں اس کا تذکرہ کیا تھا اور ۲/ اپریل ۱۹۷۴ء کو اس پر سخت اداریہ تحریر کیا تھا۔ اس واقعے کے خلاف ضیغم ملت مولانا غلام غوث ہزاروی نے ایوان وزیراعظم کا رخ کیا اور وزیراعظم بھٹو سے سخت احتجاج کیا۔ اس پر ۹/ اپریل ۷۴ء کی شام ایئر مارشل ظفر چوہدری کو پاک فضائیہ کی کمان سے برطرف کردیا گیا اور ایئر مارشل ذوالفقار علی خان نئے ایئر چیف بنے۔ اس کے ساتھ ساتھ ۱۰/ اپریل ۷۴ء کے بعد ظفر چوہدری کا داخلہ تمام ایئر بیسوں پر ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اس طرح جولائی ۷۴ء میں نہ تو ظفر چوہدری سروس میں تھا اور نہ ہی ان کی قیادت میں تین میراج طیارے ربوہ کی فضا پر نمودار ہوئے تھے۔ سابق ایئر مارشل ظفر چوہدری کا تعلق نارووال کی کاہلوں برادری سے ہے اور وہ چوہدری ظفر اللہ خان کا قریبی عزیز ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ایک سازش کے تحت ظفر اللہ خان کو ملک کا وزیر خارجہ بنایا گیا۔ اس نے قادیانیوں کی پاکستان کی مسلح افواج میں شمولیت کا راستہ ہموار کیا۔ ۱۹۷۱ء تک قادیانی تینوں مسلح افواج کی اچھی پوسٹوں پر تعینات تھے۔ ۱۹۵۶ء کی جنگ سے پہلے میجر جنرل اختر علی ملک (قادیانی) اور اس وقت کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو میں گہری دوستی تھی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ ان دونوں نے شروع کروائی۔ اس بے نتیجہ جنگ کے نتیجے میں بھٹو صاحب قومی ہیرو بن گئے اور قادیانی افسروں کو بے شمار تمغے مل گئے۔ اختر علی ملک، افتخار جنجوعہ، عبدالعلی ملک، حسن حفیظ احمد اور ظفر چوہدری کے سینوں پر ہلال جرأت اور ستارۂ جرأت کے تمغے سجادیئے گئے۔

۱۹۷۱ء کی جنگ سے پہلے قادیانی افسر بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ یحییٰ خان کا مشیر اعلیٰ بلکہ ڈی فیکٹو صدر ایم ایم احمد قادیانی ملک کے سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں بھٹو صاحب کو قادیانیوں کے سو فیصد ووٹ ملے تھے، جس پر جماعت اسلامی کے سید اسعد گیلانی نے انہیں ربوہ کا حواری قرار دیا تھا۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں شکرگڑھ کی کمان میجر جنرل عبدالعلی ملک (قادیانی) کے پاس تھی۔ سرگودھا ایئر بیس پر ظفر چوہدری تعینات تھا۔ نیوی میں کموڈور حسن حفیظ احمد (قادیانی) آپریشنل کمانڈر تھا۔ ان تینوں مقامات پر ہمارا بدترین نقصان ہوا تھا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد یحییٰ خان نے اقتدار بھٹو کے حوالے کیا۔ بھٹو صاحب نے دینی حلقوں کا مطالبہ مسترد کرتے ہوئے ایم ایم احمد (قادیانی) کو اپنا مشیر بنایا۔ اقتصادی امور کے اس مشیر نے یکم مئی ۱۹۷۲ء کو پاکستانی کرنسی پر ضرب کاری لگائی اور وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن کے ساتھ مل کر روپے کی قیمت چھپن فیصد کم کردی۔

قارئین اسلام کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بھٹو صاحب نے اقتدار سنبھالتے ہی درجن بھر میجر جنرلوں اور کور کمانڈروں کو برطرف کردیا تھا۔ برطرف ہونے والوں میں ایک بھی قادیانی جنرل نہیں تھا۔ یکم مارچ ۱۹۷۲ء کی شام بھٹو صاحب نے جنرل ٹکا خان کو آرمی چیف نامزد کیا تو ڈپٹی چیف جنرل عبدالعلی ملک (قادیانی) کو بنایا۔ لیفٹیننٹ جنرل عبدالحمید (قادیانی) کے ساتھ ساتھ نو لیفٹیننٹ جنرل اور میجر جنرل قادیانی تھے۔ فضائیہ کی کمان کے لئے بھٹو صاحب نے ظفر چوہدری کا انتخاب کیا۔ ظفر چوہدری نے سرگودھا اور چکلالہ ایئر بیس کی کمان قادیانیوں کو دے دی۔ بحریہ کی کمان کے لئے بھٹو صاحب نے کموڈور حسن حفیظ احمد کا تقرر کیا، جو سکہ بند قادیانی تھا۔ اسے پہلے ریئر ایڈمرل بنایا گیا، پھر وائس ایڈمرل بنا اور پھر ایک پراسرار بیماری میں مبتلا ہوکر ۱۹۷۳ء میں آنجہانی ہوا۔

سانحہ ربوہ (۲۹/ مئی ۷۴ء) کے بعد ختم نبوت کے پروانوں نے جان پر کھیل کر تحریک چلائی۔ پاکستان آرمی کا رینک اینڈ فائل قادیانی کمانڈروں سے الرجک تھا۔ پاک فضائیہ کے تعلیم یافتہ ایئر مین قادیانی میں کمانڈروں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ پاک بحریہ اپنے چیف حسن حفیظ احمد سے متنفر تھی۔ سانحہ ربوہ سے قادیانیوں کا زوال شروع ہوا۔ مسلمانوں کی

اکثریت نے ان کا سماجی مقاطعہ کیا۔ قومی اسمبلی میں ان کے خلاف صدائیں گونجنے لگیں۔ جمعیت علماء اسلام کے سات ارکان شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم ہزاروی، مولانا صدرالشہید، مولانا نعمت اللہ شنواری اور مولانا عبدالحق (زیارت) نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بے مثال پارلیمانی جدوجہد کی۔ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا ظفر احمد انصاری، پروفیسر عبدالغفور احمد، محمود اعظم فاروقی، صاحبزادہ فتح اللہ اور مولانا محمد ذاکر نے بھی قادیانیت پر کاری ضربیں لگائیں۔ اس موقع پر مرحوم چوہدری ظہور الٰہی اور میر علی احمد خان تالپور کا جرأت مندانہ کردار بھی ناقابل فراموش ہے۔ بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام اسلامیان عالم کا مطالبہ تسلیم ہوا اور:

جو کبھی عیسیٰ، کبھی موسیٰ، کبھی مہدی بنا
ہوگیا کفار میں شامل مبارک ہو تمہیں

غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد قادیانی افسروں کی بلا روک ٹوک ترقیاں رک گئیں، پاکستان آرمی میں ان کو اچھوت اور ملیچھ قرار دیا جانے لگا۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں کوئٹہ میں آرمی افسروں کے ایک اجتماع میں کچھ قادیانی افسروں نے جنرل محمد ضیاء الحق سے شکایت کی کہ ہمیں ترقی میں حصہ نہیں ملا۔ اس گینگ کا سرغنہ میجر مبشر احمد جوکہ تھا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے یہ سن کر اجتماع میں موجود تمام قادیانی افسروں کو اسی وقت بلا کر سروس سے برطرف کردیا۔ قادیانی فتنہ پرویز مشرف کے دور میں سر اٹھانے کی کوشش کرتا رہا لیکن ناکام رہا۔ آج اس گروہ کے وکیل شفقت محمود نے جس پارٹی میں پناہ لی ہے، اس کے سربراہ نے اسے سیکریٹری اطلاعات بنادیا ہے، آگے خدا خیر کرے۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۷ ستمبر ۲۰۱۲ء)

وہ سر سبز گنبد پہ شبنم کے قطرے

کسی کی دعا کا اثر دیکھ آئے
مدینہ کی شام و سحر دیکھ آئے

مدینہ کے کوچے مدینہ کی گلیاں
محمد ﷺ کی ہم رہ گزر دیکھ آئے

وہ طیبہ کے دشت و جبل اور صحراء
وہاں کے شجر اور حجر دیکھ آئے

وہ سرسبز گنبد پہ شبنم کے قطرے
مقدر سے باچشم تر دیکھ آئے

وہ پرُنور روضہ مکیں جس کے سرور
نظر تو نہ اٹھی مگر دیکھ آئے

منور وہ روضہ کی جالی کی جانب
لرزتے ہوئے اک نظر دیکھ آئے

وہ ازواج کے گھر وہ ابواب رحمت
خوشا ہم بھی وہ بام و در دیکھ آئے

بقیع مبارک، صحابہؓ کا مدفن
فدا جس پہ شمس و قمر دیکھ آئے

حقیقت میں یہ میرے رب کا کرم ہے
حبیب خدا کا جو گھر دیکھ آئے

یہ انعام باری ہوا تجھ پہ ثاقب
دیار شہِ بحر و بر دیکھ آئے

مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ

۷ر ستمبر.... "یوم تحفظ ختم نبوت"

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملک بھر میں جوش وخروش سے منایا گیا

رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی

ویسے تو مسلمانوں کے لئے ہر دن اہم ہوتا ہے لیکن کچھ دن ایسے ہوتے ہیں، جن کی یادیں بہت ہی اہم ہوتی ہیں، ان میں سے ایک دن امت مسلمہ کے لئے ۷ر ستمبر کا دن ہے، یہ دن پاکستان کی تاریخ کا اہم باب ہے، اس دن یعنی آج سے ۳۸ سال قبل قربانیوں کے بعد پاکستان کے مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے دل کو سکون ملا تھا، جو ایک صدی سے بے چین چلی آرہی تھی۔ قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں ایک طویل مدت کے بعد غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی حکومت نے اس فیصلہ کا اعلان کیا کہ "قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، غیر مسلم اقلیت ہیں۔" اسی شام کو راولپنڈی میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں تمام مکاتب فکر نے یوم تشکر منایا تھا اور پھر ہر سال اس دن کی یاد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نگرانی میں یکم ستمبر سے ہی اس حوالہ کے پروگرام شروع ہوجاتے ہیں، مختلف بیانات، کارنر میٹنگ، جلسہ، کانفرنس، جمعہ کے اجتماعات اس حوالے سے اخبارات میں بیانات، مضامین کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

اس سال بھی ایسا ہی ہوا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ۶ر ستمبر سے ۸ر ستمبر تک پورے ملک میں کئی پروگرام تشکیل دیئے گئے ۔ امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ کی نگرانی میں ہوئے۔ اور کئی پروگراموں کی ان حضرات نے صدارت بھی فرمائی۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ، مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے ملک بھر میں جماعتی دوستوں سے رابطے کئے۔ سب سے پہلا پروگرام مرکز رشد و ہدایت خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حضرت مولانا خلیل احمد مدظلہ کی نگرانی میں یکم ستمبر کو ہوا۔

خیبر پختونخواہ میں اس سلسلہ کے پروگراموں کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن قاری نورالحق نور، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور مبلغ مولانا کمال الدین نے سنبھالا اور بلوچستان کے پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا عبدالواحد کوئٹہ، مولانا محمد یونس صاحب کی نگرانی میں پورے بلوچستان میں ہوئے۔

اسلام آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے لال مسجد اسلام آباد میں ۷ر ستمبر کو جمعہ کے روز صبح گیارہ بجے سے عصر تک ایک عظیم الشان پروگرام ہوا، جس میں تمام مکاتب فکر کے راہنماؤں نے شرکت کی اور جمعہ کا خطاب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا تھا۔ جہلم، چکوال، آزاد کشمیر میں مفتی خالد محمود صاحب اور مجلس کے مبلغ کی نگرانی میں پروگرام ہوئے اور اسی طرح سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ میں مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا محمد عارف شامی اور گوجرانوالہ کی جماعت متحرک رہی۔

لاہور میں مولانا عزیزالرحمن ثانی اور مولانا عبدالنعیم نے علماء کرام کو متحرک رکھا، یوں شیخوپورہ، سرگودھا، خوشاب، میانوالی، بہاولنگر، اوکاڑہ، بہاولپور، رحیم یارخان، ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی یوم ختم نبوت کے لئے متحرک رہے۔ بھکر، میانوالی حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کے حکم پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے مولانا محمد حسین، مجاہد ختم نبوت ڈاکٹر دین محمد فریدی، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالستار حیدری سرگرم عمل رہے۔

اسی طرح پورے سندھ میں بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نگرانی میں یوم ختم نبوت بھرپور انداز میں منایا گیا اور یہ بھی یاد رہے کہ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نگرانی میں کام ہورہا ہے وہاں الحمدللہ! جمعیت علماء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے احباب نے بھی اس دن کی یاد میں پروگرام کئے اور کئی ایک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ہونے والے پروگراموں میں بھی شریک ہوئے۔

سکھر کے علاقہ میرپور ماتھیلو، گھوٹکی، پنوعاقل، لاڑکانہ، شکارپور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا خلیل احمد بندھانی، مولانا محمد حسین ناصر اور جنرل جمیعت مولانا ڈاکٹر خالد محمود

سومرو صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا اور اسی طرح خیر پور، نوابشاہ کے علاقہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا قاری محمد امجد، مولانا تجمل حسین نے ۷ر ستمبر کے لئے مقامی علماء کرام سے رابطہ کئے اور جمعہ کے اجتماعات میں بیانات ہوئے۔ حیدرآباد میں مبلغ ختم نبوت مولانا توصیف احمد، مولانا عبدالسلام قریشی، مولانا سیف الرحمن آرائیں صاحب کی نگرانی میں کام ہوا اور کراچی کے حلقہ بھی الحمدللہ! خوب سرگرم عمل رہا اور تقریباً کراچی کی تمام مساجد میں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا محمد اعجاز مصطفی اور مولانا قاضی احسان احمد کی طرف سے خطوط روانہ کئے گئے، پمفلٹ اور اشتہارات کا انتظام کیا گیا، بیانات اور تقاریر ہوئیں۔

اسی طرح اندرون سندھ کے لئے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے جانشین اور فرزند حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے تین یوم عنایت فرمائے۔ ۶، ۷، ۸ر ستمبر کو حیدرآباد، میرپور خاص، عمرکوٹ اور ضلع بدین کے پروگراموں میں شریک ہوئے اور بیانات کئے۔ ۶ر ستمبر کو مولانا مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی اور صاحبزادہ عتیق الرحمن لدھیانوی کی معیت میں حیدرآباد تشریف لائے اور بعد نماز مغرب مدرسہ عربیہ خاتم النبیین کوٹری میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست مولانا رب نواز جلال پوری سے ملاقات اور پھر بعد نماز عشاء مسجد ختم نبوت کوٹری میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔

دوسرا پروگرام: ۷ر ستمبر جامع مسجد مدینہ شاہی بازار میرپورخاص میں جمعہ کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کیا اور مولانا مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی نے مسجد دارالسلام لال چند میرپور خاص میں جمعہ کا خطاب کیا اور بعد از جمعہ شہر کے علماء کرام سے ایک خصوصی نشست جناب محمد ادریس صدیقی کے مکان پر ہوئی جس میں مولانا حفیظ الرحمن فیض، مولانا مفتی مسعود احمد، مولانا مفتی عبیداللہ انور و دیگر شامل تھے۔

تیسرا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز بخاری مسجد کبریٰ میں ہوا، جس میں صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کے علاوہ مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی نے بھی خطاب کیا۔

چوتھا پروگرام: ۸ر ستمبر کو بعد نماز ظہر مدرسہ تعلیم القرآن ٹنڈو غلام علی کی مبارک مسجد میں ہوا۔ تمام پروگراموں میں صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب نے تفصیل سے عقیدۂ ختم نبوت، حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت مسلمہ عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ مضبوط ہے تو ایمان مضبوط ہے اس پر کوئی سودے بازی نہیں ہوسکتی، دوسری بات یہ کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بن کر امت مسلمہ کی راہنمائی فرمائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے والہانہ عقیدت ہے اور اس عقیدت کو کوئی ختم نہیں کرسکتا، اسی عقیدے کے ساتھ امت نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی ہے اور اس کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ تک پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا اور صرف پاکستان میں ۱۹۵۳ء میں لاہور کے مال روڈ پر دس ہزار مسلمانوں نے اپنا خون دے کر اس عقیدہ کی حفاظت کی ہے اور اب تک دیتے چلے آرہے ہیں اور کبھی اس کام سے دریغ نہیں کریں گے۔ انشاءاللہ!

آیئے ہم بھی آج اس دن کے حوالہ سے عہد کرتے ہیں کہ شہدائے ختم نبوت کی طرح اپنی جان، مال، عزت وآبرو کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کریں گے۔ ☆☆☆

ناموس رسالت کے قانون کے خلاف سازش

راولپنڈی میں توہین قرآن کیس میں رمشا مسیح کی درخواست ضمانت کی سماعت ۷ر ستمبر تک ملتوی کردی گئی جبکہ شواہد بدلنے کے الزام میں گرفتار مولوی خالد جدون کے خلاف مزید دو گواہ سامنے آگئے جبکہ جمعیت علماء اسلام (س) نے موقف اختیار کیا ہے کہ امام مسجد پر شواہد تبدیل کرنے کا الزام ایک سازش ہے۔ کوئی بھی مسلمان قرآن پاک کو جلانے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ رمشا مسیح کیس کے حوالے سے میڈیا میں اب تک جو کچھ شائع اور نشر ہورہا ہے اور جس ڈرامائی انداز سے اس کیس سے متعلق حقائق سامنے آرہے ہیں، وہ اس سارے معاملے کے پیچھے بہت بڑی گیم کے موجود ہونے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ایک تازہ اخباری رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مسیحی لڑکی رمشا مسیح کی جو تصویر عالمی میڈیا میں جاری کی گئی ہے وہ جعلی ہے جو زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے بنائے گئے ایک اشتہار سے لی گئی ہے اور اس کا مقصد رمشا مسیح کو "معصوم" ثابت کرنا ہے۔ اس طرح کی بھی اطلاعات ہیں کہ امریکی حکومت اس معاملے پر خاص طور پر سرگرم ہے اور امریکی ایماء پر ایوان صدر سے مقدمے کی تفتیش کرنے والے افسران کو خصوصی ہدایات دی جارہی ہیں۔ اگر یہ اطلاعات درست ہیں تو اس سے یہ سارا معاملہ ہی مشکوک ہوجاتا ہے اور اس سے ہر باشعور شخص یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ یہ ناموس رسالت کے قانون کو بدلنے کی عالمی سازشوں کا حصہ ہے۔ اگر امام مسجد واقعی شواہد بدلنے میں ملوث ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے ساتھ ہی ان عناصر کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہئے جو جعل سازی کے ذریعے پاکستان کو بدنام کرنے میں ملوث ہیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۵ر ستمبر ۲۰۱۲ء)

مجلس کے مرکزی مبلغین کے سہ ماہی اجلاس میں اہم فیصلے

ملتان.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۹، ۳۰ ؍اگست کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری،، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا غلام مصطفی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا غلام حسین، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا زاہد وسیم، مولانا تجمل حسین، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا خبیب، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد اقبال، مولانا محمد مختار، مولانا محمد اسلم، مولانا محمد خالد، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد عارف شامی کے علاوہ دیگر کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں ملک بھر میں اجتماعات، کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز طے ہوا کہ اس عظیم الشان فیصلہ کی یاد میں ۷؍ستمبر کو پشاور، اسلام آباد، ۸؍ستمبر کو بہاول پور، مردان، نوشہرہ میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوں گے۔ جس میں مجلس کے مرکزی قائدین کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی رہنما، ایم این اے، ایم پی اے اور سینیٹرز حضرات شرکت فرمائیں گے۔

اجلاس میں قانون تحفظ ناموس رسالت کو تبدیل کرنے کے لئے امریکی دباؤ کی مذمت کی گئی اور اسے پاکستان کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی قرار دیا گیا۔ حکمرانوں سے امریکی دباؤ مسترد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ مسیحیوں کی طرف سے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک کی اہانت کو سوچی سمجھی اسکیم کا حصہ قرار دیا گیا تاکہ بیرونی آقاؤں سے دباؤ ڈلوا کر قانون کو ختم کرایا جاسکے۔ آنے والے انتخابات میں نگران وزیراعظم کے لئے معروف قادیانی وکیل عاصمہ جہانگیر کے مبینہ نام پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں مذکورہ بالا قادیانی نواز وکیل کو چور دروازے سے اقتدار سپرد کرنے کے خلاف بھرپور احتجاج کریں۔

اجلاس میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے ابتدائی انتظامات پر غوروخوض ہوا۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مرکزی نائب امیر کی سرکردگی میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی، جو مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق، سید منور حسن، قاضی حسین احمد، علامہ ساجد میر، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، قاری زوار بہادر، جناب لیاقت بلوچ، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا عبدالکریم ندیم، حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی، صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا عبداللہ اظہر، مولانا سید جاوید حسین شاہ، قاضی ظہور حسین اظہر، پیر عبدالرحیم نقشبندی، قاضی ارشد الحسینی، میاں محمد اجمل قادری، مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا مفتی محمد طیب، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا ممتاز احمد کلیار، مولانا محمد امجد خان، مولانا عبدالمالک خان، مولانا الیاس گھمن سمیت تمام مسالک و مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام سے رابطہ کرے گی۔

مولانا غلام مصطفی، مولانا عزیز الرحمن ثانی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو انتظامیہ سے کانفرنس کی اجازت سمیت دوسرے مراحل طے کرے گی۔

اجلاس میں طے ہوا کہ مبلغین کے لئے سہ ماہی ختم نبوت کورس یکم ستمبر صبح آٹھ بجے سے دارالمبلغین دفتر مرکزیہ ملتان میں شروع ہوگا۔ جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے جید جدا درجہ میں کامیاب ہونے والے علماء شرکت فرماسکتے ہیں۔ شرکاء کورس کو مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر مرکزی مبلغین تربیت دیں گے۔☆☆☆

قادیانی پاکستان دشمن ہیں، حکومت کلیدی عہدوں سے ہٹائے: ختم نبوت کانفرنس

پارلیمنٹ میں آواز اٹھائی جائے تو توہین رسالت قانون میں ترمیم نہیں ہونے دینگے، مقررین کا لال مسجد میں خطاب

اسلام آباد (ایجنسیاں) ملک بھر میں یوم تحفظ ختم نبوت جوش وجذبے سے منایا گیا۔ اس موقع پر نماز جمعہ کے اجتماعات کے علاوہ کانفرنسوں اور سیمینارز کا انعقاد کیا گیا، جس میں ائمہ کرام، علماء اور مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کی شرپسندانہ سرگرمیوں سے عوام کو آگاہ کیا۔ لال مسجد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ہونے والی ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی ملک دشمن ہیں اور بین الاقوامی ایجنٹوں کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ حکومت کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانیوں کو فوری طور پر برطرف کرے۔ پارلیمنٹ میں موجود مذہبی جماعتیں قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف آواز اٹھائیں۔ توہین رسالت قانون میں ترمیم اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی شق کسی صورت بھی ختم نہیں ہونے دیں گے۔ ۷؍ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت حکومتی سطح پر منایا جائے۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عطاء الرحمن، خطیب لال مسجد مولانا عبدالعزیز، پیر عزیز الرحمن ہزاروی، انجمن تاجران راولپنڈی کے صدر شرجیل میر، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف، قاری عبدالوحید قاسمی و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

اسلام زندہ باد

31 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 4 جمعرات 5 جمعۃ المبارک اکتوبر 2012

حکیم العصر محدث کبیر ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی شیخ الحدیث دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ولی ابن ولی صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ جل شانہ

سیرت خاتم الانبیاء ﷺ

مسئلہ ختم نبوت

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم

اتحاد امت

اور ظہور مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611